مرزائی تزویر

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ، انارکلی - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزائی تزویر

دربارۂ حدیث کساء و آیۂ تطہیر

از افادات

فخر المتوکلین مولانا السید محمد جعفر زیدی صاحب قبلہ
سرپرست ماہنامہ پیام عمل و خطیب شیعہ جامع مسجد
اسلام پورہ - لاہور

ناشر

مکتبہ امامیہ مشن پوسٹ بکس ۸۵۴

انار کلی لاہور

اشاعت اول	جولائی سنہ ۱۹۸۴ء
تعداد	ایک ہزار
مطبع	تعلیمی پریس لاہور
طابع	مکتبہ امامیہ مشن لاہور

قیمت : تین روپے

پیش لفظ

شیعہ جامع مسجد اسلام پورہ لاہور کے خطیب اور پیام عمل کے سرپرست جناب مولانا السید محمد جعفر زیدی صاحب قبلہ کی تازہ تصنیف "مرزائی تزویر درباره آیہ تطہیر" پیش خدمت ہے - آپ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے - اور اس قحط الرجال کے زمانے میں ان کا وجود مسعود اسلام اور شیعیت کے لئے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتا ہے - آپ کی تحریر و تقریر میں ہر مکتب فکر کے لئے دعوت کُل موجود ہے - امامیہ مشن کی تبلیغی مساعی میں مولنا موصوف کا بہت بڑا حصہ ہے - مشن کا ماہانہ آرگن پیام عمل مسلسل ان کی تحقیقات علمیہ سے زینت پاتا ہے - ان کی زیرِ نظر کتاب درج ذیل پس منظر میں لکھی گئی ہے -

حال ہی میں خدام اہل سنت والجماعت کی طرف سے ایک پمفلٹ میں تحفظِ اہلسنت کیلئے سنی مطالبات پیش کئے گئے ہیں - ملاحظہ فرمائیں - حکومت سے کہا گیا ہے کہ

۱- شیعہ بچوں کو ان کے عقائد کے مطابق دینیات کی تعلیم دینے کا مطالبہ مسترد کر دیا جائے -

۲- مجالس اور جلوس ہائے عزاداری حسینؑ پر پابندی لگا دیجائے - اور محرم میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ذکر شہادت نہ کیا جائے کیونکہ اس سے اہلسنت

کے دل مجروح ہوتے ہیں ۔ (یہ اہلسنت کی غلط ترجمانی کی گئی ہے ۔ ایک اور مثال ملاحظہ ہو شیعیت پر بہتان طرازی کرتے ہوئے ایک نام نہاد صدر سنی پارٹی لکھتے ہیں۔

۱۔ یہود اور ایرانی سازش نے اہل بیت کی اصطلاح وضع کی ہے ۔

۲۔ جہاں جہاں کوئی مسلمان سلطنت تباہ ہوئی اس کے پیچھے ضرور کوئی نہ کوئی شیعہ موجود تھا ۔

۳۔ شیعیت نہ کوئی مذہب ہے نہ اسلامی فرقہ یہ اسلام میں یہودیوں کا پانچواں کالم ہے ۔ وغیرہ

اب ہمارے اصل مخاطب ایک "لاہوری قادیانی" کے مضمون کے چند جملے ملاحظہ کیجیے !

۱۔ (شیعوں) کا مقصد صرف ایک ہے کہ اسلام کی اصل بنیاد "قرآن" مشتبہ ہو جائے ۔

۲۔ وضعی روایات کے سہارے حضرات حسنین اور ان کے مابعد دیگر فرضی اماموں کو انصار و مہاجرین کی گردن پر سوار کر دیا جائے ۔

۳۔ سبائیوں (شیعوں) کا پروپیگنڈا کیسا زبردست ہے کہ سنی حضرات بھی اہلبیت کے معنی میں انکے ہمنوا ہیں اور انکے فرضی اماموں کو امام سمجھتے ہیں ۔

غور فرمائیے کہ خدام اہلسنت کے علماء لاہور کے ایک روزنامہ اخبار میں نور بصیرت کے نام سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والے سنی پارٹی کے صدر اور جمیع مسلمانوں کے نزدیک خارج از اسلام ایک قادیانی کی تحریروں کے مندرجہ بالا الگ الگ نمونوں میں خانوادہ رسول صلعم سے عداوت اور شیعان علی سے مخالفت قدر مشترک کے طور پر موجود ہے ۔ کیا یہ اشتراک عمل محض اتفاق ہے ؟ یقیناً یہ گروہ کسی مخالف اسلام

ملک دشمن تحریک کا آلہ کار ہے وہ اپنی شرانگیز تحریروں سے نہ صرف شیعوں کو اشتعال دلاتے ہیں بلکہ اہل سنت حضرات کو شیعوں کے خلاف بھڑکا کر ملک میں فرقہ وارانہ فساد پھیلانے کی راہیں ہموار کر رہے ہیں۔ حالانکہ جہاں تک عوام اہل سنت کا تعلق ہے وہ اہلبیت کا وہی احترام کرتے ہیں جو شیعہ کرتے ہیں۔ اہل بیت کی اصطلاح کو وضعی قرار دینا کس قدر مضحکہ خیز ہے جو ایک قرآنی اصطلاح ہے مقام افسوس ہے کہ خاندان رسول کی وہ پاکیزہ ہستیاں جن کی بزرگی تمام مسلمانوں کے نزدیک مسلّمہ ہے اسکا ذکر اس گروہ کو ناگوار گذرتا ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ذکر حسین کی بجائے بعض متنازعہ شخصیتوں کے حالات و کمالات عمومی طور پر بیان کئے جایا کریں۔

ہم اپنے شیعہ بھائیوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ ایسی اشتعال انگیزیوں کے مقابلے میں اپنے آئمہ طاہرینؑ کے نشانِ راہ پر چلیں اور ہر حال میں پر امن رہیں۔ نیز ہم حکومت کی توجہ ایسے لوگوں کی امن سوز سرگرمیوں کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں جن کے ذریعے سے مسلمانوں میں فرقہ وارانہ جذبات کو ابھارا جا رہا ہے اور قرآن و حدیث کی من مانی تاویلات کر کے امت محمدیہ کے مسلّمات سے روگردانی کی جا رہی ہے

مولانا سید محمد جعفر صاحب قبلہ نے اپنی زیر نظر تصنیف میں قادیانی صاحب کے مضمون "تحریف قرآن" کا عقلی و نقلی دلائل سے جواب دیا ہے اور ان کی فریب کاریوں کو طشت از بام کر دیا ہے۔ آپ نے حدیث کساء کے راویوں میں امہات المومنین اور اصحاب رسولؐ کے اسمائے گرامی صحاح ستہ اور کتب معتبرہ سے پیش کئے ہیں۔ جب کہ قادیانی صاحب نے اس حدیث کی صحت سے انکار کر کے اس کے راویوں کو کذّاب

اور شیعہ کہا ہے۔ اور آیۂ تطہیر سے حضرات علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو الگ کر کے اس آیت کا نزول صرف ازواجِ رسولؐ کے لئے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

گویا کہ وہ انکار حدیث، توہین صحابہ اور تحریف قرآن کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اب قادیانی صاحب یا تو حدیث کسا، کو درست تسلیم کریں یا اس حدیث کے راوی صحابہ کرام کو بقول خود اس وضعی حدیث کی روایت کرنیکا الزام دیں۔

(نعوذ باللہ)

قادیانی صاحب جن کا اپنا مذہب تحریف قرآن کے سہارے پر قائم ہے۔ انہیں اس موضوع پر قلم اٹھانے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے تھی۔ ہم اپنے تمام شیعہ اور سنی برادران سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ نام نہاد خدام اہلسنت، خودساختہ صدر سنی پارٹی اور کسی خارج از اسلام قادیانی ایسے اہلبیت کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی باتوں پر توجہ نہ دیں اور باہمی رواداری قائم رکھیں۔

آخر میں ہم مجاہد ملت سید واصف علی صاحب اور دیگر خدام دربار قلندریہ چوہا خالصہ راولپنڈی کے سپاس گذار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے گرانقدر مالی اعانت فرمائی۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ بزرگانِ دربار قلندریہ کے ایصال ثواب کیلئے ایک سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائیں۔

والسلام

خادم ملت الحاج خواجہ حبیب علی

مینجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

لاہور
۱۸ اپریل ۱۹۷۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی اشرف الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین۔

اہل البیت

ضرورتِ تحریر

ہماری تحریر و تقریر پر نظر رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ہم نے قادیانی چرب زبانی اور مرزائی ہرزہ سرائی کے مقابلہ میں کچھ لکھنا یا کہنا کبھی پسند نہیں کیا اس لئے کہ بات عالم ہو یا جاہل، دانا ہو یا نادان، حق پرست ہو یا باطل پرست ہر ایک ہی سے ہوتی ہے۔ اور ہو سکتی ہے۔ انبیاء خدا نے جاہلوں سے، نادانوں سے بات کی، جو خدا بنے ان سے بات کی، جو نبی بنے ان سے بات کی۔ جاہل ہو، ابوجہل ہو، مردود ہو، فرعون ہو، نمرود ہو بات ہر ایک سے ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ جس سے بات کی جائے اس کے ہوش و حواس بجا ہوں، وہ فاتر العقل اور دیوانہ نہ ہو۔ اجہل ہو مگر پاگل نہ ہو۔ لیکن مرزا اور مرزائیوں میں ہم کو جنون و دیوانگی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔ کیونکہ بننے کو تو اس دنیا میں بہت سے بنے مگر ہر ایک نے اپنی پسند کی بس ایک جگہ مقرر کر لی۔ جس نے خدائی کی مسند بچھالی وہ خدا بن کر بیٹھ گیا۔ ساتھ میں کچھ اور نہ بنا۔ جو نبی بنا اس نے نبوت پر قناعت کی، جو امام بنا اس نے امامت ہی پر اکتفا کی، لیکن مرزا

صاحب ہیں کہ وہ کسی ایک منصب پر قناعت نہ کر سکے۔ اکیلی جان نے کتنے کچھ بوجھ اٹھا لئے۔ وہ رسول بھی ہیں۔ نبی بھی ہیں۔ محدث بھی ہیں، مجدد بھی ہیں۔ مسیح موعود بھی ہیں۔ مہدی معہود بھی ہیں حضرت عیسیٰ نے جس کی بشارت دی تھی وہ احمد بھی ہیں۔ احمد مجتبےٰ نے جس مہدی کی خبر دی تھی وہ مہدی بھی ہیں۔ کلیم اللہ بھی ہیں۔ ابن اللہ بھی ہیں۔ ان کا ظہور خدا کا ظہور ہے۔ ان میں اللہ نے حلول کیا ہے، اُن پہ اللہ کی وحی بھی ہے الہام بھی ہے۔ وہ انسانیت کی صف سے آگے بڑھ کر فرشتوں کی قطار میں آکر میکائیل بھی ہیں۔ وہ خدا کے بھی مانند اور خُدا کے بیٹے کے بھی مانند ہیں۔ مرزا صاحب پہ الہام ربانی ہوتا ہے لیکن الہام ہونے کے باوجود ہر الہام کو سچا نہیں سمجھتے۔ مرزا صاحب کو الہامات خُدا ہیں نبی، رسول، مرسل بکثرت کہا جاتا ہے۔ لیکن ان الفاظ ربانیہ میں معنی پائے ہیں کہ حقیقت نہیں ہے۔ ہمارے لکھے ہوئے یہ تمام جملے روح اسلام ماہ مئی ۱۹۴۷ء کے صفحات ۱۳ تا ۱۶ میں دیکھ لیجئے۔

غرضیکہ مرزا صاحب کا گوناگوں ہونا اور اضداد کی معجون ہونا۔ اور ان کے ایک قالب میں خدا کے فرشتہ کا اور اتنے مختلف انسانوں کا حلول کر جانا اور ان پہ بے حقیقت الہامات کا بکثرت نزول ہونا یہ کچھ دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کا اور ان کے ماننے والوں کا دماغی توازن درست ہے۔؟ لیکن یہ جنون اگر طبعی ہوتا تو دیوانوں سے کون باز پرس کرتا ہے۔ ان کے خلاف کون فتوے دیتا ہے وہ تو

مرفوع القلم ہیں۔ نہ ان کو مومن کہا جا سکتا ہے نہ کافر۔ افسوس تو اس کا ہے کہ جس طرح سب کچھ بنے ہوئے ہیں اسی طرح یہ دیوانگی بھی بناوٹی ہے۔ اور خود ساختہ۔ اسی بناء پہ ہر طرف سے مفتیانِ اسلام نے کفر کے فتوے صادر کیے۔

شیعوں کے خلاف قادیانیوں کے زہر اگلنے کی وجہ

ایک تو یہ ہے کہ شیعوں نے ان کی دعوتِ کفر پر لبیک کہنا تو درکنار کان لگا کر کبھی سننا بھی گوارا نہیں کیا۔ کیونکہ نبوت اور امامت کیلئے شیعہ نقطۂ نظر شروع ہی سے اتنا بلند ہے کہ نبی تو نبی وہ کسی غیر معصوم کو نبی کا جانشین اور اپنا امام نہیں مانتے۔ بلکہ امامت و خلافت کے لئے ان کے نزدیک محض عصمت و طہارت بھی کافی نہیں۔ بلکہ امام کو جامعِ جمیع صفاتِ حسنہ اور اس کے ساتھ اللہ کیطرف سے منصوص ہونا چاہیئے۔ نبیؐ کی جانشینی کا معیار جن کے یہاں اتنا بلند ہو وہ کسی بے اصل اور خود رَو کو نبی مان لیں۔

مصرع ایں خیال است و محال است و جنوں

جو لوگ رسول خاتم النبیینؐ کے بعد نفسِ رسول (علیؑ) جیسی عظیم ہستی کو نبی کہنا یا نبی سمجھنا کفر محض سمجھتے ہوں ان کی نگاہ خس و خاشاک۔ پر کیا ٹھہرے گی؟ شیعوں کے مقابلہ میں مرزائیوں کی قطعی ناکامی ان کے لئے ایک مستقل بناءِ مخاصمت تو تھی ہی اب مرزائیوں نے یہ

دیکھ کر کہ حضرات اہل سُنّت نے بھی ہر طرف سے ان کو فاخرج منہا
کہہ کر دائرہ امت مسلمہ سے نکال باہر کر دیا پھر اس دائرہ میں گھسنے کی
یہ ناکام تدبیر سوچی کہ ہم خارجیت کے رنگ میں شیعوں کے ائمہ برحق
کی جس قدر توہین کریں گے اور اس مذہب کے خلاف جتنا زہر اگلیں گے
اتنا ہی اہل سنت ہم سے خوش ہو کر ہماری خدمت کے صلہ میں پھر ہم کو
اپنے سینہ سے لگا لیں گے ۔ ان کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن خود
دھوکہ کھا رہے ہیں وَمَا يُخٰدِعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○
کسی اور کو نہیں وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر اتنا
بھی شعور نہیں کہ دھوکہ میں آ کون رہا ہے ۔ اپنے داغ کفر کو مٹانے کی
وہ تدبیر کی جا رہی ہے جس سے وہ داغ اور پختہ ہو جائے ۔ کیا عداوت
اہل بیتؑ اور توہین آئمہ اطہار خود موجب کفر نہیں ہے ؟ اسی ناکام
اور بد انجام تدبیر کے تحت ابو موسیٰ عصری صاحب نے قرآن کی معنوی
تحریف کے عنوان سے موضوعین آیہ تطہیر جیسی پاک ہستیوں پر ناپاک
حملے کئے ہیں ۔ جس کی اشاعت مرزائیوں کے ماہنامہ روحِ اسلام ماہ مئی
۳۷ء کے ذریعہ سے ہوئی ہے ۔ یہ مہملات لائق جواب تو نہ تھے لیکن
محبانِ اہل بیت کے دل چونکہ تنقیص و توہین اہل بیت سے مجروح ہوئے ہیں
ان کی تسکین کے لئے ہم کچھ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں ۔

ناظرین پہلے عصری صاحب کا مضمون پڑھ لیں جو نقلِ کفر کفر
نباشد کی حیثیت سے نقل کیا جا رہا ہے ۔

قرآن کی معنوی تحریف

اب رہی حدیث کساء تو اس سے استدلال کئی وجوہ سے غلط ہے۔

اول یہ کہ شان نزول کی روایات زیادہ تر وضعی ہیں۔ اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ عموماً پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

دوسرے یہ حدیث کساء جن جن طرق و اسناد سے مروی ہے ان میں ایک سند بھی ایسی نہیں جس کے کسی نہ کسی راوی پر غیر صدوق، کذاب، لایعبا بہ، لیس بشئی، متشیع وغیرہ کی زد نہ پڑچکی ہو۔ تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں۔

تیسرے اگر یہ روایت صحیح مان بھی لی جائے تو زیادہ سے زیادہ اس کا مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ حضور نے جس طرح سلمان منا اھل البیت فرما کر سلمان کو اہل بیت ہونے کا درجہ دیا اسی طرح ان چارتن کو بھی اہل بیت میں داخل کرنے کی آرزو کا اظہار فرمایا۔ گھر کے خادم کو بھی گھر کا آدمی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس سے وہ فی الواقع فرد خانہ نہیں بن جاتا اور وہ بھی اس طرح کہ اصل افراد خانہ کو خارج کر دیا جائے۔

چوتھے یہ کہ ھُو لاء "حصر" کے لئے نہیں آتا۔ لہٰذا یہ ترجمہ ہی سرے سے غلط ہے کہ "اے اللہ بس یہی ہیں میرے اہل بیت اور دوسرا کوئی نہیں۔

پانچویں۔ بیت کے معنی ہیں گھر جسے فارسی میں خانہ کہتے ہیں۔ اہل البیت کے معنے ہوئے اہل خانہ۔ گھر والی نہ کہ داماد اور بیٹی اور نواسے جن کا گھر ہی الگ ہوتا ہے، اگر جناب فاطمہؓ اہل بیت علی تھیں اور یقیناً تھیں تو امہات المومنین کے اہل بیت رسول ہونے سے کوئی کور قلب ہی انکار کر سکتا ہے بسیدھی بات یہ ہے کہ اہل خانہ یا اہل بیت کا حقیقی اطلاق بیوی پر ہی ہوتا ہے۔ مجازاً "گھر کے آدمی" کے معنوں میں اس کا اطلاق ان تمام لوگوں پر ہو سکتا ہے جو لحوق ولزوق اور خصوصی قرب رکھتے ہیں۔ بیوی اصالتاً اہل بیت سے ہے اور اولاد فرعاً اہل بیت ہے۔ ان دونوں کا فرق یہ ہے کہ فرع کے بغیر اصل کا وجود ہو سکتا ہے لیکن اصل کے بغیر فرع کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اولاد کے بغیر بیوی کا وجود ہو سکتا ہے لیکن بیوی کے بغیر اولاد ممکن ہی نہیں۔ پس بیوی اصالتاً اہل بیت ہے اور اولاد فرعاً ومجازاً

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ قرآنی فیصلہ یہی ہے سورۃ ہود کا ساتواں رکوع آیت ۶۹ سے ۷۳ تک با ترجمہ ملاحظہ فرما لیجئے۔ سیدنا ابراہیمؑ کے پاس فرشتے قوم پر عذاب لے کر آتے ہیں۔ جناب خلیل اللہ بچھڑے کے بھنے ہوئے گوشت سے ان کی تواضع فرماتے ہیں لیکن وہ نہیں کھاتے۔۔۔۔۔ اس وقت :۔

وامرأتہ قائمۃ فضحکت فبشرنھا باسحق و
من وراء اسحق یعقوب ۝ قالت یویلتیٰ
ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ط ان ھذا

لشيئ عجيب ۝ قالوا اتعجبين من امر الله رحمت الله و برکتہ علیکم اهل البيت انہ حمید مجید ۝

ان (ابراہیم) کی بیوی (سارہ) کھڑی تھیں بس وہ ہنس پڑیں تو ہم (اللہ) نے (انہی فرشتوں کے ذریعہ) انہیں اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوش خبری دی ۝ کہنے لگیں کہ مجھے اولاد ہو گی اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ میں بڑھیا ہوں اور میرا یہ شوہر (ابراہیمؑ) بھی بوڑھا ہو چکا ہے ۝ فرشتوں نے کہا کہ: اللہ کے حکم پر تم تعجب کر رہی ہو؟ اے (ابراہیم کی) اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں وہ بلاشک حمید و مجید ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ بیوی ابھی لاولد ہے اور اسے اہل البیت کے لفظ سے مخاطب کیا جا رہا ہے کیونکہ اصالتاً صرف بیوی ہی اہل بیت ہوتی ہے۔

سبائیت نواز حضرات اس آیت کو دیکھ کر بے حد چکرا جاتے ہیں کیونکہ اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ صرف بیوی کو (جو ایک ہی ہے) اہل البیت کہا گیا ہے اور اس سے گریز کرنے کیلئے یہاں انہیں کوئی حدیث ابھی نہیں ملتی۔ یہاں اہل بیت کے معنی بیوی لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ یہاں یہ مانتے ہیں، تو سورہ احزاب کی آیت تطہیر میں ازواج النبیؐ ہی کو اہل بیت ماننا پڑتا ہے۔ یہیلے

کریں تو کیا کریں۔

اب ان سبائیت نوازوں نے ــــ جن میں شیعہ اور بعض سُنی دونوں ہی ہیں ایک پینترا بدلا۔ ارشاد ہوا کہ: دیکھئے سورۃ احزاب کے پورے چوتھے رکوع میں جہاں بھی ازواج رسول کے لئے ضمیریں آئی ہیں وہ سب کی سب جمع مونث کی ضمیریں ہیں۔ یہ تعداد میں بیس ہیں (جن پر ہم نے آپ کی سہولت کے لئے ایک ایک نشان لگا دیا ہے) لیکن آیہ تطہیر کے اس ٹکڑے (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) میں دو جگہ ــــ عنکم اور یطھرکم میں جمع مذکر کی ضمیر آئی ہے۔ لہذا یہ ثابت ہو گیا کہ آیہ تطہیر نہ سہی لیکن آیہ تطہیر کے اس ٹکڑے سے تو ازواج مطہرات کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کا تعلق انہی چار اشخاص سے ہے جنہیں حضور نے چادر اوڑھا کر اَللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی ــــ فرمایا تھا۔ جمع مذکر کی ضمیر انہی کے لئے آسکتی ہے۔ ازواج کے لئے اگر یہ ٹکڑا ہوتا تو عنکم اور یطھرکم کی بجائے عنکن اور یطھرکن ہوتا۔

بظاہر تو یہ بات ایسی وزنی معلوم ہوتی ہے جس کا کوئی جواب ہی ممکن نہیں۔ میرے ایک دوست نے ایک مجلس میں یہ نکتہ بیان کیا تو سارا مجمع صلوات اور تحسین کے نعروں سے گونج اٹھا۔ مجھ سے ایک ملاقات کے دوران انہی صاحب نے یہ زوردار نکتہ بیان فرما کر مجھے ہمیشہ کے لئے لاجواب کرنے کی سعی لاحاصل فرمائی۔ میں نے صرف اتنا عرض کیا

کہ کسی پڑھے لکھے آدمی کے سامنے یہ نکتہ ہرگز بیان نہ فرمائیے گا۔ کیونکہ مجھ جیسا کم علم ہیچمدان بھی اس مغالطے (FALLACY) اور فریب سے واقف ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس کا تو کوئی جواب ہی ممکن نہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر سنیئے:۔

دیکھئے عربی زبان کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ لفظ اھل جس کے لئے آتا ہے اس کے لئے جمع مذکر ہی کی ضمیر آتی ہے۔ وہ واحد ہو، تثنیہ ہو جمع ہو مذکر ہو مونث ہو کچھ بھی ہو جب لفظ اھل سے اسے یاد کریں گے تو لفظ اھل کی رعایت سے اس کے لئے ہمیشہ مذکر ہی کی ضمیر آئے گی۔ پورے کلام عرب میں اس کے خلاف کوئی مثال نہ ملے گی۔ سب سے پہلے قرآن کو دیکھئے:۔

سورۃ ہود کی آیت نمبر ۷۳ کو دیکھئے۔ صرف ایک عورت (زوجہ ابراہیم) سے فرشتے مخاطب ہیں اور واحد مونث حاضر ہی کے صیغے سے مخاطب کر کے کہتے ہیں: قالوا اتعجبین من امر اللہ۔ (کیا تو اللہ کے حکم میں تعجب کرتی ہے)، لیکن اس کے ساتھ ہی اسی جملے میں جب لفظ اہل بیت کہہ کر مخاطب کرتے ہیں تو اسی آن صیغہ بدل جاتا ہے۔ رحمت اللہ و برکتہ علیکم اھل البیت کہتے ہیں۔ علیک نہیں فرماتے کیونکہ اس کا مرجع لفظ اھل ہے اسی طرح سیدنا موسےٰ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وادی سینا میں پہنچتے ہیں تو دور سے آگ دیکھ کر اپنی بیوی سے فرماتے ہیں۔

اذ قال لاھلہ امکثوا ...... لعلی اٰتیکم ... لعلکم تصطلون
اپنی بیوی سے فرمایا ٹھہرو شاید میں تمہارے پاس آگ لے آؤں
.... تاکہ تم سینکو۔ یہاں ہر جگہ جمع مذکر کا صیغہ آیا ہے امکثی نہیں
امکثوا ہے۔ اٰتیکِ کی بجائے اٰتیکمْ ہے اور لعلکِ تصطلین
کی جگہ لعلکم تصطلون ہے۔

ایک شاعر زبیدہ خاتون کی مدح میں (نہر زبیدہ بننے کے بعد)
کہتا ہے ؎

یا اھل بیت خلیفۃ اللہ الغنی
باللہ انتم زبدۃ النسوان

یعنی اے خلیفۃ اللہ کی بیوی! تم تو عورتوں کا مکھن (خلاصہ) ہو۔
یہاں ایک عورت ہی مخاطب ہے لیکن لفظ اھل سے مخاطب ہونے
کی وجہ سے اَنتِ نہیں بلکہ انتُم کی جمع مذکر کی ضمیر لائی گئی ہے۔
اس کی مثال اُردو زبان میں لفظ "ہم" ہے بولنے والا ایک ہو یا زیادہ
مذکر ہو یا مونث۔ بہرحال یہ جمع مذکر ہی بولا جائے گا۔ ایک مرد اور
ایک عورت بھی یہی کہے گی کہ ہم آتے ہیں "آتی ہیں" غلط ہے۔
اور زیادہ مرد اور زیادہ عورتیں بھی یہی کہیں گی کہ ہم آتے ہیں۔
لفظ لوگ کی بھی یہی شکل ہے۔ صرف عورتیں مخاطب ہوں جب
بھی یہی کہیں گے کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔ "کہاں جا رہی ہو"
کہنا درست نہیں۔

اچھا ایک بات اور بھی سن لیجئے۔ اگر لفظ اہل نہ بھی ہو اور مخاطب صرف عورتیں ہوں جب بھی بعض مواقع پر ان کو جمع مذکر کے صیغے سے یاد کرنا بالکل درست ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں احادیث نبویؐ سے لیجئے۔ یہ سب مثالیں صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

۱۔ حضورؐ جب غارِ حرا سے لرزاں و ترساں گھر تشریف لائے تو گھر کے اندر مردوں کی جماعت نہ تھی۔ حضورؐ صرف سیدہ خدیجہ سے مخاطب ہو کر بصیغہ مذکر ۔۔۔۔ فرماتے ہیں: زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی (مجھے چادر اوڑھا دو) حالانکہ زَمِّلِینِی ہونا چاہیئے تھا۔

مرض وفات میں حضور کو جب تیز بخار چڑھا تو حضورؐ نے ازواج سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

ھریقوا علیّ سبع قرب لم تحلل اوکیتھن

مجھ پر سات لبریز مشکیزے انڈیل دو۔

مخاطب عورتوں کی رعایت سے جمع مونث کا صیغہ ھَرِقْنَ ہونا چاہیئے۔ لیکن حضورؐ نے جمع مذکر کا صیغہ ھریقوا استعمال فرمایا۔

ھیت نامی ایک مخنث کو بعض ازواج مطہرات کے پاس بیٹھا دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا:

لا یدخلن ھذا علیکم

یہ تم لوگوں کے پاس نہ آیا کرے

یہاں اس سے پردے کا حکم صرف عورتوں کو دینا مقصود تھا

لیکن ان کو علیکن (بہ صیغہ جمع مؤنث حاضر) نہیں بلکہ جمع مذکر حاضر علیکم فرمایا۔

پس جب بغیر لفظ اہل کے صرف ایک یا زیادہ عورتوں کے لئے جمع مذکر کا صیغہ آسکتا ہے تو لفظ اہل کے ساتھ تو واحد مونث یا جمع مونث کا صیغہ آنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ لفظ اہل کے لئے جمع مذکر ہی کی ضمیر لائی جاتی ہے اور ہمیں کوئی آیت قرآنی کوئی حدیث نبویؐ، کوئی شعر جاہلیت، کوئی کلام عرب ایسا نہ مل سکا جس میں لفظ اہل کے لئے جمع مذکر کے سوا کوئی دوسرا صیغہ لایا گیا ہو خواہ یہ لفظ واحد کے لئے آیا ہو یا تثنیے کے لئے یا جمع کے لئے اور مذکر کے لئے ہو یا مونث کے لئے۔ نیز اہل البیت کو جانے دیجئے، صرف ایک لفظ اہل بھی بیوی کے معنی میں اس کثرت سے عربی زبان میں مستعمل ہے کہ قرآن، حدیث اور فقہ اور لغت کی کوئی کتاب بھی اس سے خالی نہیں المفرائد الدریہ میں اہل اور تاہل کے معنے ہیں TO MARRY (شادی کرنا)، اور اہل الرجل کے معنی ہیں WIFE (بیوی) میں یہ نہیں کہتا کہ تنہا لفظ اہل اور کسی معنی میں نہیں آتا۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ لفظ جب بیت کے ساتھ مل جائے تو اصالتاً اس کے معنی صرف بیوی کے ہوتے ہیں۔ اہل کے معنے ہیں "والا" بلکہ "والے"۔ اہل العلم: علم والے۔ اہل حدیث: حدیث

والے۔ اہل قرآن: قرآن والے۔ اہل فقہ: فقہ والے اسی طرح ہے اہل بیت، گھر والے۔ اور کون نہیں جانتا کہ گھر والے سے کون مراد ہوتا ہے۔

آیۂ تطہیر میں البیت سے نبیؐ کے گھر کے سوا اور کوئی گھر مراد نہیں ہو سکتا۔ نبیؐ کے گھر وہی تھے جن میں نبیؐ کی بیویاں تھیں۔ انہی گھروں کو ازواج النبیؐ کا گھر کہا گیا ہے جیسا کہ آیۂ تطہیر کے فوراً بعد فرمایا گیا ہے: واذکرن ما یتلی فی بیوتکن۔ اگر اور زیادہ وضاحت مطلوب ہے تو سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ ملاحظہ فرمایئے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

(یایھا الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم...... واذا سالتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب .... (احزاب ۵۳)

ایمان والو! نبی کے گھروں میں اس وقت تک نہ داخل ہو جب تک تمہیں اجازت نہ مل جائے ۔۔۔ اور اگر ان بیویوں سے کوئی کام کی چیز مانگنی ہو تو پردے کے باہر سے مانگو۔۔۔

اس آیت میں نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے کی ممانعت ہے اور اسی آیت میں ازواج النبی سے پس پردہ سوال کرنے کی ہدایت ہے۔ یعنی جو نبی کا گھر ہے وہی ازواج النبیؐ کا ہے۔ پس گھر والوں (اہل البیت) سے مراد امہات المومنین کے سوا

کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ آخر اس قسم کی لفظی و معنوی، تحریفات کا مقصد کیا ہے؟ مقصد صرف ایک ہے کہ کسی طرح اسلام کی اصل بنیاد قرآن مجید مشتبہ ہو کر رہ جائے۔ جب یہ مشتبہ ہو جائے گا مہاجرین و انصار کے وہ فضائل و مناقب بھی مشتبہ ہو جائیں گے۔ تو پوری تاریخ اسلام مشتبہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد آسانی سے فرضی روایات کے ذریعہ ان لوگوں کو جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔۔۔ مثلاً حضرات حسنین اور ان فرضی اماموں کو جن کا نہ کوئی ذکر قرآن میں ہے نہ حدیث میں، ان سب مہاجرین و انصار کی گردن پر سوار کرا دیا جائے گا اور سب سے افضل ثابت کر دیا جائے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ سارے صحابہ کرام علیہم السلام اور تمام ازواج مطہرات صلوٰۃ اللہ علیہن ناصب قرار پائیں گے۔ جنہوں نے سیدۃ النساء علیہ السلام کا حق چھین لیا، ان سے جنگ کی۔ یہ ہے سبائی پروگرام کا وہ حصہ جس کی ایک شکل تحریف قرآن کی سعی لا حاصل ہے۔

ہم نے تحریف کی صرف ایک مثال پیش کی ہے۔ باقی امثلہ کا انتظار فرمائیے۔ اور اس دوران یہ بھی سوچتے رہیئے کہ سبائیوں کا پروپیگنڈا کیسا زبردست اور منظم ہے کہ "فری میسن" کی تحریک و تنظیم اس کا ایک حصہ نظر آتی ہے۔ حد یہ ہے کہ سُنّی

بھی "اہل بیت" کے معنی عام طور پر وہی سمجھتے ہیں۔ فرضی اماموں کو بھی امام مانتے ہیں۔ محرم میں کوئی نکاح کرنا نہایت مکروہ جانتے ہیں۔ کچھ جعفر صادقؒ کا کونڈا کرنا اتنا ضروری اور بابرکت سمجھتے ہیں کہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ اگر کونڈا نہ کیا تو ہمارا کونڈا ہو جائے گا۔ حالانکہ جعفر صادقؒ کی وفات کا وہ دن ہی نہیں۔ وہ دن ہے امیر المومنین سیدنا معاویہؓ کی وفات کا۔ ان کی وفات کی خوشی وہ سنیوں کے ہاتھوں سے جعفر صادقؒ کا کونڈا بنا کر منواتے ہیں۔ جس طرح عید غدیر امیر المومنین سیدنا عثمان علیہ السلام کی شہادت کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ سنیوں میں کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو تعزیہ نکالنا بڑا کار ثواب اور باعث برکت سمجھتے ہیں۔ غرض اس قسم کی تمام خرافات سبائیوں کے واسطے سے سنیوں میں گھس آئی ہیں۔ دوسرے فرقے اگر کچھ کرتے ہیں تو وہ شوق سے کریں۔ ہم تو صرف اپنے سنی بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اندر جھانک کر دیکھیں کہ سبائیت کا کتنا حصہ انکے اندر سرایت کئے ہوئے ہے

تفصیلی جواب سے پہلے

اِس مضمونِ پُرفنون پر ایک نظر

غلط باتیں بہت سی سُنی اور دیکھی ہیں لیکن عمری صاحب نے لغوگوئی میں سب کو مات کر دیا۔ انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ کوئی صحیح بات کہنا ہی نہیں ہے۔ ہم اصل جواب سے پہلے ان فریب کاریوں

کو واضح کرتے ہیں۔ جن سے عصری صاحب نے اپنے مہملات کو رنگین کیا ہے۔ نیز یہ بھی دکھاتے ہیں کہ موصوف نے رسول پاکؐ اور اُن کی آل پاکؑ کے بارہ میں کیسی عظیم گستاخیاں کر کے اُن سے اپنے بغض و عناد کو بے پردہ کیا ہے۔ اور ان کی پاک روحوں کو اذیت پہنچا کر اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا کے زمرہ میں داخل ہونے سے نہ ڈرے۔

(موصوف نے سب سے پہلا وار آیہ تطہیر کے شان نزول اور حدیث کساء کے راویوں پر کیا ہے) لکھتے ہیں:-

"اب رہی حدیث کساء، تو اس سے استدلال کئی وجوہ سے غلط ہے۔ اول یہ کہ شان نزول کی روایات زیادہ تر وضعی ہیں۔۔۔

دوسرے یہ حدیث کساء جن جن طرق و اسناد سے مروی ہے، ان میں ایک سند بھی ایسی نہیں جس کے کسی نہ کسی راوی پر غیر صدوق کذاب، لا یعبا بہ، لیس بشیٔ، متشیع وغیرہ کی زد نہ پڑ چکی ہو۔ تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں۔"

موصوف کی پہلی فریب کاری تو یہ ہے کہ وہ شانِ نزولِ آیت کے روایات اور حدیثِ کساء کو دو مختلف چیزیں دکھا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ آیہ تطہیر کے شانِ نزول ہی کا نام حدیث کساء ہے۔ اور حدیث کساء ہی آیت کی شان نزول ہے۔ جس

کسی نے بھی آیۂ تطہیر کا شانِ نزول بیان کیا ہے وہی ایک واقعہ بیان کیا ہے جو حدیثِ کساء کے نام سے موسوم ہے۔ نہ تو کسی نے اس واقعہ کے سوا کوئی اور واقعہ بیان کیا ہے اور نہ کسی نے بیان واقعہ میں پانچ تن (محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ) کے علاوہ کسی کو زیر چادر دکھایا ہے۔ جن روایات نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے وہ اس بنا پر تو روایات ہیں کہ واقعہ کو بیان کرنے والے بہت سے صحابہ اور صحابیات ہیں لیکن بیان واقعہ سب کا ایک ہے لہذا نفسِ مطلب اور اصل مفہوم کے اعتبار سے روایات نہیں ہیں۔ بلکہ روایت ہے جو صرف ایک ہے۔

موصوف کا یہ کہنا کہ "روایات زیادہ تر وضعی ہیں" ایک کھلا فریب ہے کیونکہ زیادہ تر کا لفظ تو اس وقت صحیح ہو سکتا تھا جبکہ روایات میں اختلاف ہوتا۔ کوئی چادر والا واقعہ بیان کرتا، اور کوئی دوسرا کوئی اور واقعہ بیان کرتا۔ کوئی چادر میں آنحضرتؐ کے ساتھ علیؑ فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دکھاتا اور کسی روایت میں ان حضرات کے بجائے یا ان حضرات کے علاوہ کسی اور کو دکھاتا۔ لیکن ایسا نہیں اور ہر گز نہیں۔ یہاں ہم کو بلکہ ان کے مضمون کے ہر دیکھنے والے کو یہ پوچھنے کا حق پہونچتا ہے کہ روایات کے زیادہ تر وضعی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان زیادہ تر وضعی روایات کے مقابلہ میں کچھ روایات صحیح اور واقعی بھی ہیں تو پھر مصنّف نے کیوں ظاہر نہ کیا کہ وہ صحیح روایات کیا ہیں اور

اُن روایات کا کہنا کیا ہے؟ اگر مصنف کے ذخیرۂ معلومات میں کچھ روایات صحیحہ موجود تھیں تو ان کو پردہ میں کیوں رکھا گیا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جن روایات کو وضعی کہا گیا ہے اُن کے مقابلہ میں کوئی دوسری روایت کا وجود ہی نہیں۔ اور جن راویوں کو جھوٹا کہا گیا ہے ان کے مقابلہ میں دوسرا کوئی راوی ہی نہیں۔

آیۂ تطہیر کے شانِ نزول یعنی حدیثِ کساءمیں تمام راوی متفق اللفظ ہیں

اس حدیث مبارک کے چار عناصر ہیں جو ہر روایت میں موجود ہیں۔

۱۔ پنجتن پاک (محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ) کا ایک جگہ جمع ہونا۔

۲۔ سرکارؐ کا اپنے ساتھ ان چاروں حضرات کا اپنی چادر میں لینا۔

۳۔ سرکار کا بارگاہ خدا میں عرض کرنا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ وَ خَاصَّتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا ہ

۴۔ آیہ تطہیر کا نازل ہونا۔

یہ چاروں عناصر ہر روایت میں موجود ہیں۔ ترتیب کچھ بھی ہو (دُعا پہلے یا نزول آیت پہلے) کسی نے بھی اس واقعہ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا واقعہ یا چادر میں ان حضرات کے سوا کسی اور کو بیان نہیں کیا۔ اگر عصری صاحب کے علم میں ان وضعی روایات کے مقابلہ میں کچھ صحیح روایات تھیں (جیسا کہ اُن کے الفاظ "زیادہ تر روایات وضعی ہیں" سے ظاہر ہوتا ہے) تو اُن کو عیب کیطرح کیوں چھپایا؟ ہم دکھا چکے ہیں

کہ روایت مفہوم کے اعتبار سے صرف ایک ہے ۔جس کے بیان کرنے والے بہت سے صحابہ و صحابیات ہیں ۔ یہاں تک کہ جن حضرات نے ازواج نبیؐ کو اس آیت کا مخاطب و موصوف بتایا ہے ۔ انہوں نے بھی کسی اور روایت کا حوالہ نہیں دیا نہ یہ کہا کہ چادر میں ان پانچ حضرات کے سوا کوئی اور تھا ۔ ازواج نبی کی شان میں آیت کا آنا صرف اس بنا پر کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان آیات کے درمیان میں ہے جو ازواج نبیؐ کے بارہ میں ہیں ۔یا دوسرا استدلال ان حضرات کا یہ ہے کہ لفظ اہل البیت (گھر والے) کے معنی میں ازواج داخل ہوتی ہیں ۔ ان دونوں استدلال کی حقیقت ہم آئندہ ظاہر کریں گے ۔

موصوف نے روایات کے وضعی اور راویوں کے جھوٹا اور شیعہ ہونیکا کوئی ثبوت نہیں دیا

ہر ایک دعویٰ محتاج دلیل و ثبوت ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ انبیاء و مرسلین کو بھی ثبوت رسالت و امامت کے لئے منجانب اللہ معجزات و کمالات دیئے گئے ۔ اور قدرت نے یہ ہرگز پسند نہ کیا کہ ثبوت کے بغیر کسی دعوے کو قبول کیا جائے ۔ لیکن عصری صاحب نے اتنا بڑا دعویٰ تو کر دیا کہ شانِ نزولِ آیہ تطہیر جو حدیث کسا ہے اُس کے راوی جھوٹے اور شیعہ ہیں مگر اتنے بڑے دعوے کی کوئی دلیل نہ دی جس کی زد میں اکابر صحابہ اور وہ امہات المومنین بھی آ گئیں ۔ جن کی ظاہری حمایت میں یہ مضمون لکھا گیا ۔ دعویٰ مذکور و راویان

حدیث کساء جھوٹے اور شیعہ ہیں، اس کے بعد جب دلیل و ثبوت کا وقت آیا تو موصوف نے لکھ دیا کہ "تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں ہے" اس جملہ میں تفصیل کا لفظ بڑی ہوشیاری سے کہا گیا ہے۔ لکھنا تو یہ تھا کہ ثبوت اور دلیل کے دینے کا یہ موقع نہیں۔ لیکن عصری صاحب کو یہ کہتے ہوئے شرم آئی۔ اور انہوں نے محسوس کیا کہ اگر دلیل و ثبوت نہ دینے کا خود ہم نے اعتراف کر لیا تو ہر شخص کہے گا کہ دلیل تھی تو وہ دی کیوں نہ گئی۔ اگر دلیل دینا نہ تھی تو دعویٰ کیوں کیا اور ناظرین سے یہ توقع کیوں کی کہ وہ مرزائی نبوّت کے ساتھ اس دعوے کو بھی بلا دلیل تسلیم کر لیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ عصری صاحب کے پاس اُن کے مدعا کے لئے کوئی دلیل ہی نہ تھی۔ اگر وہ دلیل و ثبوت کیطرف کچھ بھی رُخ کرتے۔ تو ان کا دعویٰ فوراً باطل ہو جاتا۔

عصری صاحب نے شیعوں کو سبائی بتایا ہے،

اس مضمونِ پُرجنون میں جا بجا شیعیت کو سبائیت اور شیعوں کو سبائی کہا گیا ہے۔ لیکن اس کی نشان دہی نہ کی کہ ان کے کس عقیدہ میں انہوں نے سبائیت دیکھی نہ یہ بتایا کہ سبائیت ہے کیا چیز؟ اس کی وضاحت بقدر ضرورت ہم کئے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ عبد اللہ بن سبا کا اگر کوئی وجود تھا تو اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے حضرت علی مرتضٰے کو خدا اور اپنے آپ کو نبی کہا تھا۔ اب کوئی بتائے کہ اس

عقیدہ کا کوئی شائبہ بھی شیعہ عقائد میں ہے ؟ ہرگز نہیں اور مطلقاً نہیں۔ شیعہ حضرت علی مرتضٰے کو خدا تو کیا نبی بھی نہیں مانتے۔ ان کا مذہب تو یہ ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جو کسی کو بھی نبی مانے وہ کافر اور نجس العین ہے۔ ان کے یہاں نبی صرف وہ ہے جو منجانب اللہ اور برحق ہو اور اس سلسلہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ہیں۔ ان کے بعد لفظ نبوت کسی بھی ہیر پھیر سے کسی کے لئے کہا نہیں جا سکتا۔

آنحضرتؐ کے بعد الٰہی منصب صرف امامت اور نبی کی جانشینی ہے۔ وہ کسی بھی سخن سازی سے کسی کو ظلّی، بروزی اور مجازی نبی کہنا بے دینی سمجھتے ہیں۔ لیکن عصری صاحب اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ کہ عبد اللہ بن سباء کی طرح نبوت کا جھوٹا دعویٰ کس نے کیا اور کن لوگوں نے سبائی آواز پر لبیک کہا اور کونسا فرقہ سبائی ہوا۔؟ اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالتے ہوئے شرم آنا چاہیئے۔

علی مرتضٰی کے بارہ میں شیعہ عقیدہ اور کہیں سے نہیں تو انکی آواز اذان ہی سے سن لیجئے وہ علی مرتضٰے کو امیر المومنینؑ، امام المتقین ولی اللہ اور وصیِ رسول خدا مانتے ہیں۔ اس عقیدہ سے کسی بھی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اب رہا یہ امر کہ خلافت وامامت کے بارہ میں شیعہ نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے اور بعد رسول ائمہ اثنا عشر کے لئے مخصوص و منصوص ہے۔ اور ان

بارہ میں علی مرتضیٰ پہلے اور حسنؑ و حسینؑ دوسرے اور تیسرے ہیں۔ تو یہ چیز خود احادیث مذکورہ کتب اہل سنت سے ثابت ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔ یہاں صرف اتنا کہنا ہے کہ اگر عصری صاحب نے سبائیت کا لقب، شیعوں کو اس بناء پر دیا ہے کہ شیعہ علی مرتضےٰ کے مقابلہ میں اور کسی کو مستحق خلافت نہیں سمجھتے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ جو بھی خلفاء راشدین میں سے کسی کی خلافت سے اختلاف رکھتا ہو وہ سبائی ہے۔ اور مومن صرف وہ ہے جو ان چاروں کی خلافت کو حق بجانب سمجھتا ہو تو میں کہوں گا کہ اس معیار پر قرونِ اولیٰ کے تمام ہی مسلمان (صحابہ و تابعین) باری باری سبائی قرار پاتے جائیں گے۔ کیونکہ ان چاروں حضراتِ خلفاء میں سے کوئی بھی ایک ایسا نہیں جس کو بلا استثناء ہر ایک فردِ مسلم نے مانا ہو اور کسی نے اس کی خلافت سے اختلاف نہ کیا ہو۔

مجھے تاریخ کی روشنی میں ایسا کوئی بھی نظر نہیں آتا جس نے چاروں خلافتوں کا زمانہ پایا ہو اور اس نے ان چاروں کو تہ دل سے مستقل طور پر مانا ہو۔ حقیقت یہ نظر آتی ہے کہ کسی نے کسی سے اختلاف کیا اور کسی نے کسی سے۔ یہ امر تو مسلم اور حقیقت واضح ہے کہ سعد بن عبادہ انصاری جو رئیسِ انصار اور انصار پر آنحضرتؐ کے علمدار تھے انہوں نے نہ تو خلافتِ اولیٰ کو تسلیم کیا نہ خلافت ثانیہ کو یہاں تک کہ اسی انکار پر ان کی وفات ہو گئی خلافتِ اولیٰ کی

بیعت کے وقت اہل بیتؑ بلکہ تمام بنی ہاشم نے اور بنی ہاشم کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت نے جن میں زبیر، مقداد بن عمرو، سلمان فارسی، ابوذر، عمار بن یاسر اور براء بن عازب وغیرہم ہیں، ان لوگوں نے خلیفۂ اول کی بیعت سے انکار کیا یہاں تک کہ بنت رسول کے جنازہ پر بھی خلیفۂ اول و ثانی کی شرکت نہ ہو سکی۔ حضرت عمر کا وہ مکالمہ جو حضرت عبداللہ بن عباس سے ہوا جس مکالمہ کا حوالہ علامہ شبلی نے الفاروق میں تاریخ طبری سے دیا ہے اس مکالمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ بنی ہاشم مجھ کو (حضرت عمر کو) اور میرے پیش رو کو (حضرت ابوبکر کو) خلیفۂ برحق نہیں سمجھتے بلکہ بنی ہاشم یہ سمجھتے ہیں کہ مسئلہ خلافت میں ہم پر ظُلم و تشدد کیا گیا ہے (دیکھئے الفاروق، تاریخ طبری، تاریخ احمدی) تیسری خلافت کے انعقاد کے وقت حضرت علی مرتضیٰ کا سیرت شیخین کی شرط پر خلافت کا قبول نہ کرنا اور یہ فرمانا کہ میں آج ہی نہیں بلکہ وفاتِ رسول ہی کے وقت سے مظلوم رہا ہوں۔ اور حضرت عثمان کی بیعت لینے کے وقت حضرت مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر کا حضرت عبدالرحمان بن عوف سے کہنا کہ اہل بیت کو ان کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے اور اہل بیت کو اذیت پہنچائی جا رہی ہے۔ (از تاریخ احمدی بحوالہ مروج الذہب مسعودی و تاریخ ابن جریر طبری و تاریخ کامل و تاریخ ابوالفداء و شرح فقہ اکبر ملا علی قاری)

ان تمام واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ان تینوں خلافتوں میں سے ایک خلافت بھی ایسی نہیں کہ جو بلا اختلاف و انکار ہو پھر یہ واقعہ تو الم نشرح ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ جس قدر پہلی دو خلافتوں سے خوش تھیں اسی قدر تیسری اور چوتھی خلافت سے ناخوش تھیں اور آخری دونوں خلیفوں کی سخت مخالف تھیں۔ اس کے علاوہ جن ہزاروں آدمیوں نے حضرت عثمان کی خلافت بلکہ ان کی جان کے دشمن ہو کر بالآخر ان کو قتل کر دیا۔ ان کے بارہ میں یہ کون باور کر سکتا ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان کو خلیفۂ برحق مان کر قتل کیا۔ رہی چوتھی خلافت تو یہ کون نہیں جانتا کہ حضرت علی کی خلافت سے لاکھوں مسلمانوں نے اختلاف کیا اور محض اختلاف ہی نہیں کیا بلکہ صف آرائی اور شمشیر زنی ہوئی اور ہزارہا افراد فریقین کے تیغ بے دریغ کی نذر ہو گئے۔ کیا یہ اصحاب جمل جن میں ام المومنین عائشہ حضرت طلحہ، حضرت زبیر بھی ہیں یہ لوگ علیؑ کو خلیفۂ برحق مانتے تھے؟ کیا یہ اصحاب صفین جو حضرت معاویہ کے ساتھ تھے ان لاکھوں مسلمانوں نے علیؑ کو خلیفۂ برحق مانا تھا۔ اس کے بعد خوارج نہروان ہیں۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جو علیؑ مرتضٰے کی خلافت کے یا تو شروع ہی سے منکر تھے یا اقرار کے بعد منکر ہو گئے۔ علی مرتضیٰ کی بیعت سے اور تو اور حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر نے بھی انکار کیا۔ تو اگر کسی کہی جانے والی خلافت راشدہ سے مخالفت

یا انکار ہی کا نام سبائیت ہے تو قرونِ اولیٰ میں سبائی ہونے سے کون بچا اور مسلمان کون رہا۔

عصری صاحب نے اہلبیتؑ نبی کی شان میں کھلی ہوئی گستاخیاں کی ہیں

اس شخص نے جس کا نہ کوئی دین ہے نہ کوئی آئین، برگزیدگانِ خدا اور عترتِ رسول خدا کی انتہائی توہین کر کے اپنے سیاہ نامۂ عمل کو سیاہ تر کیا۔ اس کے قلم سے وہ کلمات لکھے گئے جن کو نہ کوئی مسلمان سُن سکتا ہے اور نہ کوئی کافر بجا کہہ سکتا ہے۔ کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن۔ دیدہ دلیری ملاحظہ فرمایئے۔

"اگر یہ روایت صحیح مان بھی لی جائے تو زیادہ سے زیادہ اس کا مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ حضورؐ نے جس طرح سلمان منّا اھل البیت فرما کر جناب سلمان کو اہل بیت ہونے کا درجہ دیا اسی طرح ان چار تن کو بھی اہل بیت میں داخل کرنے کی آرزو کا اظہار فرمایا گھر کے خادم کو بھی گھر کا آدمی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس سے وہ فی الواقع فردِ خانہ نہیں بن جاتا۔"

موصوف پہلے کہہ چکے ہیں کہ حدیث کساء کے راوی جھوٹے اور یہ روایت وضعی ہے۔ جس قلم اور منہ سے یہ الفاظ نکل چکے ہوں اب کس منہ سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر یہ روایت صحیح مان بھی لی جائے" ہم کہتے ہیں کہ جن راویوں کو اور جن کی روایت کو آپ صریحاً جھوٹا

کہہ چکے اب اُن کو اور ان کی روایت کو صحیح ماننے کا خیال بھی آپ کو کیوں آیا؟ صرف اس لئے کہ جو بات بے لگام ہو کر ہم نے کہی ہے آخر کوئی ہمارے منہ میں لگام دے گا اور حدیث کساء کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر کے دکھائے گا۔ لہٰذا ہم پہلے ہی سے پینترا بدل دیں۔

مخاطب نے حضرت سلمان کے بارہ میں تو یہ کہا کہ "حضورؐ نے جس طرح سلمانُ مِنّا اَھلَ البیت کہہ کر جناب سلمان کو اہل بیت ہونے کا درجہ دیا۔ لیکن (علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ) چار تن کیلئے کہتے ہیں " اسی طرح ان چار تن کو بھی اہل بیت میں داخل کرنے کی آرزو کا اظہار فرمایا" ان دونوں جملوں کا مقابلہ کیجئے۔ سلمان کو تو حضور نے اہل بیت ہونے کا درجہ باختیار خود دے دیا۔ لیکن بیٹی، داماد اور نواسوں کو سرکار اپنے اختیار سے اہل بیت میں داخل نہ کر سکے۔ اُن کے بارہ میں صرف یہ آرزو ہی کر کے رہ گئے کہ کسی نہ کسی طرح یہ بھی اہل بیت میں داخل ہو جائیں۔ یہ بات محض آرزو کی حد تک رہی جو پوری نہ ہو سکی۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "گھر کے خادم کو بھی گھر کا آدمی کہا جاتا ہے لیکن اس سے وہ فی الواقع فردِ خانہ نہیں بن جاتا۔"

مخاطب نے نبی کے جگر گوشوں کو حضرت سلمان کے برابر بھی نہ رکھا اُن کو گھر کے نوکر چاکر سے تشبیہ دی مگر وہ پھر بھی (علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ) فردِ خانہ یعنے اہل بیت نہ بن سکے۔

ہم آئندہ دکھائیں گے بلکہ عصری صاحب کا مضمون پڑھنے والے

خود بھی دیکھ چکے ہیں کہ اہل بیت کے معنی عصری صاحب کے نزدیک صرف ازواج کے ہیں پھر خود ہی سلمانُ منا اَہل البیت (سلمان ہم اہل بیت سے ہے۔) دکھا کر فرما رہے ہیں کہ حضور نے جناب سلمان کو اہل بیت ہونے کا درجہ دیا تو عصری صاحب کے نزدیک اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضور نے سلمان کو معاذاللہ معاذاللہ اپنی ازواج میں شامل کر لیا۔ پھر لکھتے ہیں کہ سرکار نے ان چار تن کو اہل بیت میں داخل کرنے کی آرزو کا اظہار فرمایا، اس آرزو کے معنے اُن کے نزدیک وہی ہوئے — معاذاللہ — اور ان چار تن کیلئے اہل بیت میں داخل ہو جانے کی نبیؐ کی آرزو تے بے حاصل بھی عصری صاحب اس حالت میں مان سکتے ہیں جب کہ یہ روایت (حدیث کسا،) صحیح مان لی جائے۔ لیکن وہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ نہ روایت صحیح ہے نہ راوی سچے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ان چار تن کے لئے بھی کی یہ آرزو کہ یہ بھی اہل بیت میں شامل ہو جائیں بس آرزو ہی کی حد تک رہی۔

توہین اہل بیت کی ایک اور کفر پرور مثال

کہتے ہیں:

" اس کے بعد آسانی سے فرضی روایات کے ذریعہ ان لوگوں کو (آئمہ اہل بیت کو) جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار — مثلاً حضرات حسنین اور ان فرضی اماموں کو جن کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اُن

کو مہاجرین و انصار کی گردن پر سوار کرا دیا جائے گا۔ اور سب سے افضل ثابت کرا دیا جائے گا۔"

اسی طرح فرضی نبی کا ماننے والا حضرات حسنین اور ائمہ اہل بیت اطہار کو جو حقیقی امام ہیں فرضی امام بنا رہا ہے اور ان کو مہاجرین و انصار کے مقابلہ میں ہیچ سمجھ رہا ہے۔ یہ حضرات (حسن و حسین و ائمہ) کسی شمار ہی میں نہیں۔ کیونکہ یہ نہ اہل بیت میں ہیں نہ مہاجرین میں نہ انصار میں ـــــ آگے چل کر رقمطراز ہیں۔

"سبائیوں کا پروپیگنڈا ایسا زبردست اور منظم ہے ۔۔۔۔ کہ سنی حضرات بھی اہل بیت کے معنیٰ عام طور پر وہی (علی فاطمہ حسن حسین اور ان کا خاندان) سمجھتے ہیں۔ فرضی اماموں کو بھی مانتے ہیں۔"

عصری صاحب کے نزدیک مرزا صاحب تو واقعی نبی ہیں مسیح موعود ہیں، مہدی معہود ہیں، امام زمان ہیں، اُن کے تمام مراتب اصلی ہیں لیکن حسنین علیہما السلام اور ائمہ اہل بیتؑ یہ سب فرضی امام ہیں۔ جس کی نظر میں جھوٹ سچ ہو جائے اس کی نظر میں سچ لامحالہ جھوٹ ہی ہو گا جو فرضی کو اصلی کہے گا وہ اصلی کو تو فرضی ہی کہے گا۔

مخاطب رقمطراز ہیں کہ ھٰؤلاء کلمہ حصر نہیں ہے لکھتے ہیں۔

"ھٰؤلاء حصر کے لئے نہیں آتا لہٰذا اس کا یہ ترجمہ ہی

مرے سے غلط ہے کہ اے اللہ بس یہی میرے اہل بیت ہیں"۔ مخاطب نے لفظ ھٰؤلاء کہہ کر یہ کچھ نہ بتایا کہ یہ کس جملہ کا لفظ ہے اور کس متکلم کا یہ کلام ہے کس نے کہا اور کس موقعہ پر کہا؟ نہ یہ بتایا کہ مذکورہ ترجمہ غلط ہے تو صحیح ترجمہ کیا ہے۔ اگر اس وادی میں قدم رکھا تھا تو کچھ دیر تو ٹھہرتے۔ لیکن کیسے ٹھہرتے؟ ٹھہرتے اور کھل کر بات کرتے تو ریت کی دیوار فوراً گر جاتی۔ یہاں بھی وہی بات رہی کہ تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ یہ لفظ ھٰؤلاء اسی حدیث مبارک کساء کا جزء ہے جس کو عمری صاحب نے وضعی بتایا ہے۔ جب وہ پوری حدیث کساء ہی وضعی ہے تو ترجمہ کی بحث کا کیا فائدہ؟ اور اگر بحث ہی کرنا ہے تو سنیئے آنحضرتؐ نے چادر میں علی و فاطمہ حسن و حسین کو لے کر بارگاہ خدا میں عرض کیا ہے

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا ۝

یا اللہ یہی ہیں میرے اہل بیت اور یہی ہیں میرے خاص اپنے دور رکھو ان سے ہر نجس کو اور پاک رکھو ان کو جو حق ہے پاک رکھنے کا اسی موقع پر آیہ تطہیر نازل ہوئی۔

رہی حصر کی بحث تو انبیاء کے کلمات عین حق و صداقت ہوتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کے دو فرزند تھے۔ ایک اسماعیلؑ اور دوسرے اسحاقؑ۔ حضرت اسحاقؑ کو انہوں نے اپنے وطن میں رکھ کر صرف حضرت اسماعیلؑ کو سرزمین مکہ

پر لیجا کر آباد کیا تو خدا سے یہ نہیں کہا کہ خدایا میں نے اپنی ذریت کو تیرے گھر کے پاس آباد کیا۔ یعنی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ ذُرِّیَّتِیْ ۔۔۔ نہیں کہا بلکہ ۔۔۔ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ کہا جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنے اولاد میں سے کچھ کو یعنی ایک کو یہاں آباد کیا ہے چونکہ اسماعیل آپ کی کل ذریت نہ تھی بلکہ ان کے علاوہ بھی اسحاق اُن کی ذریت تھے۔ اس لئے حضرت ابراہیم نے لفظ ذریت پر تبعیض کا مِن داخل کیا۔ اسی طرح اگر ہمارے نبی کی نظر میں ان چار تن کے علاوہ آیۂ تطہیر کے موصوف اور بھی افراد ہوتے تو آپ بھی هٰؤُلَاءِ اهل بیتی نہ کہتے هٰؤُلَاءِ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ کہتے جس کے معنی یہ ہوتے کہ خداوندا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن کسی بھی راوی حدیث نے من اہل بیتی نہیں کہا جس نے بھی کہا هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ کہا اور اس طرح ان ہی حضرات میں انحصار رہا۔

عصری صاحب کے نزدیک اہل بیت کے معنی صرف ازواج کے ہیں

فرماتے ہیں۔

"اہل بیت کے معنی ہوئے اہل خانہ۔ گھر والی۔ نہ کہ داماد اور بیٹی اور نواسے" پھر فرماتے ہیں۔

"سیدھی بات یہ ہے کہ اہل خانہ یا اہل بیت کا حقیقی اطلاق بیوی پر ہی ہوتا ہے" اس کے بعد فرماتے ہیں۔

بیوی اصالتاً اہل بیت ہے۔ اور اولاد فرعاً اہل بیت ہے۔ ان دونوں کا فرق یہ ہے کہ فرع کے بغیر اصل کا وجود ہوسکتا ہے۔ لیکن اصل کے بغیر فرع کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ اولاد کے بغیر بیوی کا وجود ہوسکتا ہے لیکن بیوی کے بغیر اولاد ممکن ہی نہیں۔ پس بیوی اصالتہً اہل بیت ہے اور اولاد فرعاً اور مجازاً"

اس پوری تقریر کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیت (گھر والوں میں) حقیقتہً صرف بیوی یا بیویاں ہوتی ہیں اولاد حقیقتہً گھر والوں میں نہیں ہوتی۔ اگر اولاد کو گھر والوں میں کہدیا جاتا ہے تو یہ محض مجاز ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ دنیا میں ہوگا کوئی ایسا جو جگر کے ٹکڑوں کو اور آنکھوں کے تاروں کو اور حاصلِ زندگانیِ دنیا کو یعنی اولاد کو اہل خانہ اور گھر والے نہ سمجھے اور صرف بیوی ہی کو ساری کائنات سمجھ لے۔ خدا جانے یہ لغو گوئی کرنے والے مخاطَب صاحبِ اولاد ہیں یا نہیں؟ کیونکہ دنیا میں کوئی صاحبِ اولاد تو کم از کم یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری اولاد میرے گھر والوں میں نہیں ہے۔ بلکہ جو لوگ بے اولاد رہ جاتے ہیں وہ بھی اپنی کم نصیبی پر زندگی بھر ملول رہتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں۔ ع

گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

ہمارے مخاطَب کی منطق یہ ہے کہ بیوی پہلے ہوتی ہے اور اولاد بعد میں لہذا جو پہلے ہے وہ ہے حقیقتہً اہل بیت اور جو بعد میں

ہے اس کو فرعاً اور مجازاً تو اہل بیت کہہ سکتے ہیں مگر حقیقتاً نہیں۔ ہم اس لغو گوئی کا پول کھولے دیتے ہیں اور بتائے دیتے ہیں کہ عصری صاحب اپنے منطقی جال میں خود پھنس گئے۔ ہم اُن سے سوال کرتے ہیں کہ جن بیویوں سے پہلے اولاد موجود ہو اور جو اولاد اُن بیویوں سے پہلے گھر میں آچکی ہو اور موجود ہو وہاں آپ کس کو اہل بیت کہیں گے اس اولاد کو جو پہلے سے ہے یا ان بیویوں کو جو بعد میں آئیں؟ مخاطب کی یہ ساری سخن سازی اس مقصد کے لئے تھی کہ بنتِ رسول (فاطمہ زہرا) کو سرکار کے اہل بیت سے (نعوذباللہ) نکال دے اور اس لفظ اہل بیت کو اُن ازواج نبی کے لئے مخصوص کر دے جن کو آیۂ تطہیر سے پہلے اور بعد میں پکارا گیا ہے۔ اس لغو مدعا کو اس طرح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بیوی گھر میں پہلے آتی ہے اور اولاد بعد میں لہٰذا جو پہلے ہے وہ حقیقتہً اہل بیت ہے اور جو بعد میں ہے وہ مجازاً اہل بیت ہے مگر حقیقتہً نہیں۔ لیکن دروغ گورا حافظہ نباشد جس منطق سے وہ موجودہ ازواج نبی کو اہل بیت اور فاطمۃ الزہرا کو غیر اہل بیت دکھا رہے ہیں ان کی اسی منطق نے فاطمۃ الزہرا کو اہل بیت اور ازواج موجودہ کو غیر اہل بیت ثابت کر دیا کیونکہ یہ بات الم نشرح ہے کہ جن ازواج نبی کی نمائشی حمایت کیجا رہی ہے وہ سب فاطمۃ الزہرا کے بعد آئی ہیں۔ اور فاطمۃ الزہرا ان سب سے پہلے زینتِ کاشانۂ نبوی ہو چکی ہیں۔

حقیقتاً یہ پہلے اور بعد کی منطق ہی بالکل اسی طرح لغو ہے جس طرح مرزا صاحب کی نبوت مسیحیت اور امامت - کیونکہ ہر مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کچھ مقدمات ہوا کرتے ہیں - یہ مقدمات پہلے ہوتے ہیں اور اصل مقصد ان کے بعد میں آتا ہے - مناکحت (بیاہ شادی) قدرت نے بقاء نسل اور حصولِ نعمتِ اولاد کیلئے رکھی ہے -

بقاءِ نسل ہے اصل مقصد اور اس کا مقدمہ ہے تزویج و نکاح - دنیا میں کون ایسا بیوقوف ہوگا جو اصل مقصد کو مجاز کہے اور مقدمۂ مقصد کو حقیقت سمجھ لے - بیشک بیوی کے بغیر اولاد ممکن نہیں ہوتی تو اسی لئے بیوی کیجاتی ہے کہ حصول مقصد اس کے بغیر نہیں ہو سکتا - جس طرح نماز بغیرِ وضو کے نہیں ہو سکتی، جس طرح روزہ غُسلِ جنابت کے بغیر نہیں ہو سکتا - جس طرح حج بغیر احرام باندھے نہیں ہو سکتا - اسی طرح اولاد بغیر بیوی کئے نہیں ہو سکتی لیکن وضو کے پہلے ہونے اور نماز کے بعد میں ہونے سے یا غُسل کے پہلے اور روزہ کے بعد میں ہونے، سے یا احرام پہلے باندھنے اور حج بعد میں کرنے سے کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ عبادت تو حقیقتاً وضو ہے نماز صرف مجاز ہے - غسل حقیقۃً عبادت اور روزہ مجاز، احرام حقیقتاً عبادت اور حج مجاز - لاحول ولا قوۃ الا باللہ مخاطب زوجہ اور اولاد کا فرق دکھانے بیٹھے تو ایسا کہ روتے ہوئے ہنس پڑیں - زوجہ اور اولاد کا فرق دیکھنا ہو تو اس طرح دیکھیں کہ جس زوجہ کو عصری صاحب حقیقی اہل بیت اور جس اولاد کو مجازی کہہ رہے

وہ زوجہ اُسی بیت اور مافی البیت میں سے اولاد کے مقابلہ میں وراثۃً صرف آٹھواں حصہ پاتی ہے اور باقی سات حصے بقول عصری صاحب مجازی اہل بیت کے ہیں:-

دوسرا فرق یہ ہے کہ زوجہ کبھی کسی کی زوجہ ہو کر پیدا نہیں ہوتی بعد میں کسی وقت دو لفظوں سے کسی کی زوجہ ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہ ضروری نہیں کہ جس کی زوجہ ہو گئی ہمیشہ اُسی کی زوجہ رہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی کسی کی زوجہ اور کبھی کسی کی۔ خود ازواج نبی میں کئی محترمات ہیں جو آنحضرت سے پہلے دوسروں کی زوجیت میں تھیں۔ لیکن کیا اولاد کے لئے بھی یہ صورت ہے کہ وہ پہلے اولاد نہ ہو بعد میں اولاد ہو جائے۔ اور اولاد ہو جانے کے بعد پھر اولاد نہ رہے؟ کیا اولاد کیلئے بھی یہ صورت ہے کہ وہ کبھی کسی کی اولاد ہو اور کبھی کسی کی۔ یہ ہے حقیقت عصری صاحب کے حقیقت اور مجاز کی۔

عصری صاحب کو امام جعفر صادقؑ کے کونڈوں پر بھی اعتراض ہے

کتنے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جس شخص سے یہاں عادی کی ساری باتیں بے عقلی اور بے دینی کی ہوں وہ ائمہ برحق سے بھی خلاف بولے اور اُن سے نسبت رکھنے والے امور کی بھی مخالفت کرے۔ جو لوگ حسنؑ و حسینؑ کو امام برحق، جوانانِ جنت کا سردار، شہید راہ خدا اور پاک و پاکیزہ سمجھتے ہوں۔ جن کی امام جعفر صادق علیہ السلام کی

نذر و نیاز سے اور امام مذکور کے وسیلہ سے مشکلیں آسان ہوتی ہوں اور حاجتیں روا ہوتی ہوں وہ کسی فاسد العقیدہ کے کہنے سے ائمہ برحق کی یادگاروں کو کیسے بند کر سکتے ہیں۔ نہ ان امور (تعزیہ داری، امام جعفر صادق کے کونڈوں) کو کوئی کسی کے کہنے سے شروع کرتا ہے نہ کسی کے کہنے سے بند کر سکتا ہے۔

صاحب غرض اور حاجتمند جب ہر پھر کر اس درگاہ پہ آتا ہے اور ان پاک ہستیوں کے وسیلہ سے اس کی بگڑی بن جاتی ہے تو وہ دل و جان سے شیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا کہ اب لاکھ کوئی نذر لگائے اس کی عقیدتمندی میں فرق نہیں آسکتا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ سُنّی حضرات ان امور کو شیعوں کے بتانے سے کرتے ہیں۔ شیعہ اگر بتائے گا تو وہ محض یہی امور کیوں بتلائے گا وہ اصولی اور اہم امور کیوں نہ بتائے گا۔ جن پر اُس کے مذہب کی اساس ہے۔ مخاطب موصوف تعزیہ داری پر معترض اور امام جعفر صادق کے کونڈوں کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"وہ دن ہے امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ کی وفات کا اُن کی وفات کی خوشی میں وُہ (شیعہ) سُنیوں کے ہاتھوں سے جعفر صادقؑ کا کونڈا بتا کر منواتے ہیں۔ جس طرح عید غدیر امیر المومنین سیدنا عثمانؓ کی شہادت کی خوشی میں منائی جاتی ہے"

کتنا غلط انداز فکر ہے کہاں امام جعفر صادقؑ اور کہاں حضرت معاویہ یہ دونوں ہم عصر نہیں۔ ایک زمانہ میں نہیں۔ امام جعفر صادق سے

حضرت معاویہ کی کوئی جنگ نہیں، ایک نے دوسرے کو دیکھا تک نہیں
امام کے کونڈے کو حضرت معاویہ کی وفات کی خوشی سے ربط کیا ہے۔
حضرت معاویہ کی حضرت علیؓ اور امام حسنؓ سے تو ضرور جنگ ہوئی تھی
اگر باہمی جنگ کیوجہ سے حضرت معاویہ کی وفات کی خوشی میں کونڈے
ہی کرنا ہوتے تو علی مرتضٰے یا حسن مجتبٰی کے کونڈے ہوتے۔ شیعوں کا یہ
شعار ہی نہیں کہ کسی کی وفات کی خوشی کریں۔ یہ بات بھی اگر پائی جاتی
ہے تو ان کے کہے ہوئے "امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ" ہی کے
یہاں ملتی ہے۔ حضرت علی مرتضٰی اور حضرت حسنِ مجتبٰی اور ان کے فدائی
حضرت مالک بن اشتر کی شہادت پر حضرتِ معاویہ کا انتہائی مسرور ہونا
ثقاتِ علماء و مورخین نے جابجا بیان کیا ہے۔ شیعوں کو ہر خلیفہ کی وفات
کی تاریخ معلوم ہے۔ خلیفہ اول کی وفات بائیس جمادی الاخرٰی کو ہوئی۔
۲۹ ذی الحجہ کو خلیفۂ ثانی کی وفات ہوئی۔ ۱۷ رمضان المبارک کو حضرت
عائشہ کی وفات ہوئی۔ ۱۴ ربیع الاول کو یزید نے سفرِ سقر اختیار کیا۔
کیا عصری صاحب ان تاریخوں میں بھی کسی امام کا کونڈے بھرنا۔ یا
شیعوں کا کوئی جشنِ مسرت بتا سکتے ہیں۔ یہ بھی انتہائی نادانی ہے کہ عید
غدیر حضرت عثمان کی وفات کی خوشی میں ہے۔ جو لوگ یزید کے مرنے
یا مارے جانے کی خوشی اور عید نہیں کرتے وہ حضرتِ عثمان کے قتل
ہونے کی کیا خوشی کرتے۔ موصوف خود عید غدیر کہہ رہے ہیں اور اس
پر نظر نہیں کرتے کہ غدیر کے معنی کیا ہیں اور یہ کس جگہ کا ذکر ہے

اور وہاں کیا اہم واقعہ پیش آیا۔ غدیر کے معنے ہیں تالاب کے۔ اور یہاں ذکر ہے اس تالاب کا جو وادیٔ خمّ میں تھا جو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے راستہ پر ہے۔ اس تالاب کے قریب جب سرکارؐ آخری حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما رہے تھے تو حکمِ خدا آیا یَاَیُّھَا الرَّسُول بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ..... الخ سرکار نے فوراً اس وادی میں نزول فرمایا اور تمام حجاج کو جمع کر کے خطبۂ فصیح و بلیغ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اَلَسْتُ اَولٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حکومت کا حق رکھنے والا نہیں؟ مجمع نے کہا کیوں نہیں تب آپؐ نے فرمایا: اَلَا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ـــ الخ ـــ اس تبلیغ حکمِ خدا کے بعد آیت نازل ہوئی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ○

یعنے آج میں نے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

مخاطب کو دعوائے مسلمانی ہے تو وہ بتائیں کہ جس روز اللہ تعالےٰ نے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تمام کیا اور دین اسلام کو پسند کیا وہ دن کوئی سا بھی ہو وہ دن مسلمانوں کے علم میں ہونا چاہیئے یا نہیں۔ اور وہ دن پوری امتِ مسلمہ کیلئے روزِ عید اکبر ہونا چاہیئے یا نہیں؟ لیکن افسوس کہ اُس دن کو روزِ عید اور روزِ مسرت قرار دینا تو

در کنار عامۃ المسلمین کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ دن کونسا اور کس مہینہ کا ہے۔ لیکن شیعہ اُس دن کو آجتک نہیں بھولے اور نہ کبھی بھول سکتے ہیں۔ وہ ۱۸ ذی الحجہ ہے اور اصل مقام کے نام سے عید غدیر کہتے ہیں۔ اس تالاب سے یا اس تالاب کے نام سے حضرت عثمان کے قتل سے کیا واسطہ ؟ جو شیعوں پر یہ تہمت لگائی گئی۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم

اس تقریر سراپا تزویر سے عصری صاحب کا اصل مقصد کیا ہے

مخاطب نے ظاہر تو یہ کیا ہے کہ وہ ازواج نبی اور اصحاب نبی کی حمایت و عقیدت میں رسول کے گھرانے کی مخالفت پر تُلے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ جو شخص اولادِ رسولؐ کا دشمن ہو وہ ازواج و اصحابِ نبی کا کب محب ہوسکتا ہے۔ خصوصاً وہ جس پر فرضی اور نمائشی مسیحیت ومہدویت کا بھوت سوار ہو۔ اُن کے اصل مقصد کیطرف ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں۔ اور بالآخر مخاطب نے اپنا اصل مقصد خود اپنے الفاظ میں ظاہر کر دیا۔ ان کے آخری جملے ملاحظ فرمایئے۔ فرماتے ہیں۔

" دوسرے فرقے اگر کچھ کرتے ہیں تو وہ شوق سے کریں۔ ہم تو صرف اپنے سُنی بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اندر جھانک کر جائزہ لیں کہ سبائیت کا کتنا حصہ اُن کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے؟"

ان کے معنی "سے" اب نکلے۔ عصری صاحب اپنے مُنہ خود بول اُٹھے اور بتا گئے کہ دُنیا اور آخرت کی یہ ساری رسوائکن مصیبت انہوں

نے محض اس لئے برداشت کی ہے کہ وہ کسی طرح سنی حضرات کے بھائی اور سنی حضرات اُن کے بھائی ہو جائیں اور جس دائرہ دینداری سے اُن کو نکال دیا گیا ہے۔ اُس دائرہ میں بُغض اہل بیت کا صلہ قرار دے کر پھر داخل کر لیں۔ اور اپنے سینہ سے لگا لیں۔ اس پوری مہمل تقریر کا مُدعا سنی حضرات کو اپنا بھائی کہنا تھا تاکہ اس کے جواب میں وہ بھی اُن کو اپنا بھائی کہدیں۔ لیکن ہوشمندوں کو بیوقوف بنانا خود بیوقوف بننا ہے۔ ہر مسلمان کے سامنے حکم قرآنی موجود ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

مومنین کبھی مومنین کو چھوڑ کر کفار کو دوست نہ بنائیں

عصری صاحب اور تو اور اس تقریر میں اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود سے بھی منحرف ہو گئے۔

ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ عصری صاحب کے نزدیک آیۂ تطہیر سے (علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ اور ائمہ طاہرین) نبیؐ کے گھرانے کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ حضرات نبیؐ کے اہل بیت بھی نہیں (منجانب اللہ پاک و پاکیزہ اور معصوم نہیں۔ یہ محض فرضی امام ہیں (مہاجرین و انصار سے کمتر ہیں بقیہ ائمہ اہل بیت جن کو کہا جاتا ہے ان کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ وہ سب فرضی امام ہیں۔ حدیث کساء غلط اور راویان حدیث جھوٹے ہیں۔

ان لغویات کا جواب اور دنداں شکن جواب دینے میں تو ہم کو کسی غیر

کے سہارے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اللہ اور ید اللہ کا سہارا کافی ہے۔ یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ عصری صاحب نے سبھوں اور پاکوں کو تو چھوڑا ہی تھا، انہوں نے اس مضمون کو سیاہ کر کے اپنے پیر و مرشد (مرزا صاحب) کو بھی چھوڑ دیا اور اُن سے بھی منحرف ہو گئے۔ اور وہ اس مد میں آ گئے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

عصری صاحب کا نظریہ تو دیکھا جا چکا، اب اُنکے پیر و مرشد (مرزا صاحب) کا نظریہ دیکھئے

ہمارے سامنے تائید الٰہی سے اچانک ایک رسالہ آ گیا۔ یہ رسالہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں مہتمم نظارتِ اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن ربوہ کی جانب سے چھپا ہے اور اس کے ٹائیٹل پیج پر تحریر ہے "حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں"

مرزا صاحب آنجہانی کے اس رسالہ کے صفحہ ۲ پر یہ جملے ہیں۔

"مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلا شبہ اُن برگزیدوں سے تھا جنکو اللہ تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے اور بلا شبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔ اور اس امام کا تقویٰ اور محبت اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت

کی اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو ان ہی میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ کی اُس کے زمانہ میں محبت کی تا حسین سے بھی محبت کیجاتی غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف ان کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔"

بھیری صاحب کے امام اور مسیحا تو حسین علیہ السلام کو امام بھی مانتے ہیں۔ معصوم بھی مانتے ہیں برگزیدہ خدا بھی مانتے ہیں جوانانِ جنت کا سردار بھی اور اللہ کی جانب سے اور اللہ کے ہاتھ سے پاک و پاکیزہ اور صاف کیا ہوا بھی مانتے ہیں اور صرف حسین ہی کو

نہیں بلکہ ان کے گھرانے کے اماموں کو بھی ائمہ مطہرین تسلیم کرتے ہیں اور اس کے معنے صاف یہ ہوئے کہ وہ حدیثِ کساء اور شانِ نزول آیہ تطہیر کو صحیح و درست تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اگر آیہ تطہیر ان کے حق میں نہیں اور حدیثِ کساء برحق نہیں تو پھر حسین طاہر و مطہر و معصوم کیسے ہوئے۔ اور اللہ کے ہاتھ سے صاف کئے ہوئے کیسے قرار پائے۔

یہاں من چہ می سرائیم و طنبورہ چہ می سراید والی بات ہے۔ اب عصری صاحب بتائیں کہ وہ خاندانِ رسالت کو فرضی امام کہہ کر آیہ تطہیر سے بے تعلق کہہ کر، اہل بیت نبی سے خارج کہہ کر۔ ان کو مہاجرین وانصار سے کم تر کہہ کر اپنے مسیحا کے بقول شقی اور خارج از ایمان ہوئے کہ نہیں اور ان کا ایمان سلب ہوا یا رہا اور خدا ان کا دشمن ہوا کہ نہیں؟

لفظ اہل اور لفظ اہل بیت پر تحقیقی نظر

عصری صاحب تو بیک جنبشِ قلم یہ طے کر گئے کہ اہل اور اہل بیت یہ الفاظ جب کسی کے نام سے منسوب ہوں گے تو صرف اس کی زوجہ یا ازواج ہی مقصود ہوں گی۔ یہاں تک کہ اولاد بھی ان لفظوں کے معنی میں حقیقتاً نہیں آسکتی ان کے نزدیک اہل اور اہل بیت کے معنے ہی زوجہ کے ہیں۔ فرماتے ہیں

المفرائد الدریہ من اہل اور تأھّلُ کے معنے ہیں شادی کرنا دراصل اَھلُ الرَّجلُ

کے معنے ہیں WIFE (بیوی)

اَھَّلَ اور تَاَھَّلَ کے معنے تو بیشک صحیح بیان کئے ہیں کیونکہ تَاَھُّل کے معنی ہیں اہل بنانا اس کو جو پہلے سے اہل نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وصف زوجہ ہی کا عموماً ہوتا ہے کہ اس غیر اہل کو نکاح کے ذریعہ سے اہل میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے اَھَّلَ اور تَاَھَّلَ کے لفظ اولاد یا دوسرے اقرباء کے لئے آ نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ اہل بنائے نہیں جاتے بلکہ وہ ہوتے ہی اہل ہیں۔ لیکن اہل کے معنیٰ طے کرنے کیلئے جو ایک اسم ہے اَھَّل اور تاھّل کو جو فعل ہیں پیش کرنا فاش غلطی اور علمی خیانت اور انتہائی چالاکی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ بحث ہے لفظ رَجْل کی اور اس کو طے کیا جائے اِرْتَجَلَ سے محض اس بناء پر کہ مادّہ دونوں جگہ ایک ہے۔ عصری صاحب دنیا بھر کو جاہل اور بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ البتہ دوسرا لفظ " اَھْلُ الرَّجُلِ یہ صحیح لفظ ہے اور اسی لفظ کی تحقیق مطلوب ہے۔ یہ لفظ عصری صاحب نے خود بھی دکھایا ہے لیکن اس کے معنی وہ لکھتے ہیں WIFE (بیوی) یہ معنیٰ کس لغت سے لکھے ہیں؟ اس کو عصری صاحب گول کر گئے۔ عصری صاحب کو اگر کچھ بھی اپنی عزت اور آبرو کا لحاظ اور پاس ہے تو وہ دنیائے عربیت کی اس لغت کا نام لے دیں جس میں اَھَل کے معنی صرف WIFE (بیوی) کے لکھے ہوں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ عربی کی کوئی لغت نہیں جو لفظ اہل کو صرف زوجہ کے لئے مخصوص کر دے۔ اور اگر لغت کے نام

سے کسی نے اہل کے معنے صرف زوجہ کے لکھ مارے ہیں تو وہ کسی جاہل ہی کی کتاب ہو سکتی ہے۔ اور وہ جاہل محض اپنی کتاب سے کتاب خدا کی تکذیب کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر اہل کے معنی صرف WIFE کے ہیں تو اہلِ موسٰے ہوئیں صرف زوجۂ موسٰے، اور اہل نوح ہوئیں صرف زوجۂ نوح اور اہل لوط ہوئیں صرف زوجۂ لوط اور اہل ایوب ہوئیں صرف زوجۂ ایوب لیکن قرآن مجید میں ان تمام حضرات کا اہل خدائے تعالےٰ نے ان کی ازواج کے علاوہ ان حضرات کے اقرباء کے لئے ارشاد فرمایا ہے بلکہ کئی آیتوں میں حضرتِ نوح اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کو بالکل الگ تھلگ کر کے ان حضرات کے اقرباء خاص ہی کو ان کا اہل کہا گیا ہے اور ان دونوں کی ازواج کو لفظ اہل میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ ہم قرآن مجید سے ان تین مثالوں کو پیش کرتے ہیں۔ ہر آیت کو پڑھ کر عصری صاحب کا یہ جملہ یاد کرتے جایئے اھل الرجل کے معنے ہیں WIFE

(۱) جناب موسےٰؑ بارگاہ خُدا میں عرض پرداز ہیں۔

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي (سورہ طٰہٰ)

یعنے اے خداوندا میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے۔

مخاطبِ موصوف تو اولاد کو بھی اہل اور اہل بیت سے نکال رہے تھے لیکن یہاں تو بھائی بھی اہل میں سے ہے۔

۲۔ حضرت نوح بارگاہ خدا میں عرض پرداز ہیں۔

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ (سورہ ہود)

یعنی خداوندا میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔

۳۔ حضرت نوح سے خطابِ الہٰی ہے :-

قُلْنَا احْمِلْ فِیْھَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَھْلَکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ (ہود)

یعنی ہم نے کہا کہ نوح! تم کشتی میں ہر جانور کا ایک ایک جوڑا رکھ لو اور اپنے اہل کو سوار کر لو۔ مگر اس کو نہیں جس کے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کو سوار کر لو جو ایمان لائے ہیں اور نوح پر ایمان لائے ہی تھے تھوڑے سے۔

آیت میں جو کہا گیا ہے کہ اپنے اہل کو سوار کر لو مگر اس کو نہیں۔۔۔ اس نہیں سے مراد نوح کی زوجہ ہیں۔ یہاں لفظ اہل حضرت نوح کے پورے خاندان کو کہا گیا ہے جس میں ان کی زوجہ کو شامل بھی نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ سورہ تحریم میں فرمایا گیا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝

یعنی اللہ کفار کے لئے زوجۂ نوح اور زوجۂ لوط کی مثال دیتا ہے۔ وہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں۔

پس دونوں نے اپنے شوہروں کی خیانت کی پس نوح اور لوط ان دونوں کو حکم خدا کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہ پہونچا سکے۔ اور اُن دونوں سے کہدیا گیا کہ دوسروں کے ساتھ جہنم میں جاؤ۔

۴۔ جناب لوط سے خطاب قدرت ہے : اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِيْنَ ٥ (عنکبوت)

یعنے اے لوط ہم تم کو بھی نجات دیں گے اور تمہارے اہل کو بھی لیکن تمہاری عورت کو نہیں وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

یہاں بھی لوط کی زوجہ کو الگ کر کے باقی اقرباء کو اہل لوط کہا گیا ہے۔

۵۔ حضرت لوطؑ کے بارہ میں حضرت ابراہیم سے کہا جا رہا ہے :

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِيْنَ ٥ (عنکبوت)

یعنے ہم لوط کو بھی ضرور ضرور نجات دیں گے اور اس کے تمام اہل کو بھی مگر پیچھے رہ جانے والی بوڑھیا کو نہیں۔

یہ بوڑھیا وہی زوجہ لوط ہے۔ یہاں بھی اہل لوط زوجہ کو نکال کر اقرباء حضرت لوط کو کہا گیا ہے ۔

۶۔ حضرت لوط کے بارہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغَابِرِيْنَ ٥ (صافات)

یعنی جبکہ نجات دی ہم نے اس (لوط) کو اور اس کے تمام کے تمام اہل کو سوائے بوڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھیں۔

یہاں بھی زوجۂ لوط کو چھوڑ کر دوسرے اُن کے افرادِ خاندان کو اہل لوط کہا گیا ہے۔

۷۔ فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَ اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرۡنٰهَا مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ (نمل)

پس ہم نے اس کو نجات دی اور اس کے اہل کو نجات دی مگر اُس (لوط) کی زوجہ کو نہیں۔ اس کو ہم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے قرار دیا۔

یہاں بھی لفظ اہل زوجہ کو چھوڑ کر دوسرے ہی اقرباء کیلئے ہے۔

۸۔ قَالُوۡا یٰلُوۡطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنۡ یَّصِلُوۡۤا اِلَیۡکَ فَاَسۡرِ بِاَهۡلِکَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّیۡلِ وَ لَا یَلۡتَفِتۡ مِنۡکُمۡ اَحَدٌ اِلَّا امۡرَاَتَکَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیۡبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمۡ الخ

یعنے فرشتوں نے کہا کہ اے لوط ہم تمہارے رب کے فرستادہ ہیں۔ یہ لوگ (بدکار) تم تک ہرگز نہ پہونچ سکیں گے۔ پس تم رات گئے اپنے اہل کو لے کر چلے جاؤ اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے لیکن تمہاری زوجہ تمہارے ساتھ نہ ہو وہ دوسروں کی طرح مبتلاء عذاب ہوگی۔

یہاں بھی زوجہ کو چھوڑ کر دوسرے ہی افرادِ خاندان کو اہل کہا گیا ہے

۹۔ وَ اَیُّوۡبَ ...... فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِهٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّ اٰتَیۡنٰهُ اَهۡلَهٗ وَ مِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ (انبیاء)

یعنے ایوب کی دعا کو ہم نے قبول کیا اور ان کے دکھ کو ہم نے

دور کیا اور ان کو ان کے اہل (بیٹے) ہم نے دیدیئے۔ اور ان (بیٹوں) کے ساتھ ہم نے اتنے ہی اور دیدئے۔ یہاں بھی لفظ اہل بیٹوں کے لئے فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ایوب کا امتحان بیوی کے مرنے سے نہیں لیا گیا۔ اولاد ہی کے داغ مفارقت سے لیا گیا تھا۔ بیوی تو ان کی جو حضرت یوسف کی نسل سے تھیں اور صاحبہ حسن و جمال تھیں۔ (رحمہ) وہ تو حضرت ایوب کے دورِ ابتلا میں اپنے شوہر کی خدمت میں مصروف رہیں۔

ان صریحی آیاتِ قرآنیہ کی موجودگی میں کوئی لغت یا کوئی مسلمان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اہل کے معنٰی صرف بیوی کے ہیں۔ اور اگر کہتا ہے تو ارشاداتِ الٰہیہ کی صریحی تردید و تکذیب ہوتی ہے یا نہیں۔! مسلمان تو مسلمان عیسائی لغت نے بھی اہل کے معنٰے وہ نہیں لکھے جس سے عصری صاحب کیطرح قرآن کریم کی تردید لازم آئے۔ چنانچہ المنجد جو عیسائی عالم کی مرتبہ عربی لغت ہے اس میں دیکھ لیجئے۔

اَلْاَھْلُ ۔ اَلْعَشِیْرَۃ وَذَوُوالْقُرْبٰی ..... (المنجد) یعنی اہل کے معنی خاندان اور قرابت داران۔ اسی معنٰی میں قرآن کریم نے جابجا اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ عیسائی کے قول سے قرآن کریم کی تصدیق ہوتی ہو اور عصری کے قول سے قرآن کریم کی تکذیب ہو رہی ہو۔ ایسے ہی نام نہاد مسلمانوں کے لئے کسی نے سچ کہا۔ ع

ہیچ کافر نکند آنچہ مسلماں کردند

اب مسلم لغت کی بھی سیر کر لیجئے۔ منتہی الادب عربی کی نہایت مبسوط، مکمل اور مشہور لغت ہے۔ جس کو سنی عالم نے مرتب کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اَھْلُ الرَّجُل کسان وخویشانِ مَرد۔ یعنے کسی شخص کے اہل اُس کے خویش واقارب کو کہتے ہیں۔ پھر یہی صاحب منتہی الارب لکھتے ہیں۔

اَھْلُ البَیْت کسانِ خانہ وساکنانِ آن۔ یعنے اہل البیت گھر کے آدمیوں اور گھر کے رہنے والوں کو کہتے ہیں۔ پھر بیان کرتے ہیں

اَھْلُ النَّبیؐ ازواج و دختران وصہرِ آنحضرت کہ علی بن ابی طالب ست (منتہی الارب) یعنے نبیؐ کے اہل آنحضرتؐ کے ازواج اور ان کی دختران اور اُن کے داماد حضرت علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ پھر فرماتے ہیں یا زنانِ آنحضرت و اولیائے وے از مردان (منتہی الارب) یا اہل نبی سے مرادِ آنحضرتؐ کے ازواج اور مردوں میں سے آنحضرتؐ کے اقربا ہیں۔

اب لغتِ صُراح سے بھی دیکھ جایئے۔ کہتے ہیں۔

اہل ۔ کسانِ مرائے وجائے۔ یعنے اہل کے معنی ہیں اشخاص اور کسی گھر اور جگہ کے آدمی۔

غرضیکہ قرآن کریم اور ہر لغت سے ثابت ہے کہ لفظ اہل صرف زوجہ سے ہرگز مخصوص نہیں۔ بلکہ یہ لفظ عام ہے اور پورے خاندان

کے لئے بولا جاتا ہے ۔ اسی وجہ سے عرب اپنے مہمان سے کہتا ہے
اھلاً و سہلاً یعنے تم کسی اجنبی اور غیر کے یہاں نہیں بلکہ اپنے یگانوں
اور قرابت داروں میں پہنچے ہو ۔ ہم لوگ تمہارے اہل ہیں ۔ لیکن عمری
صاحب کے بقول اہل کے معنیٰ WIFE کے ہوں تو اھلاً و سہلاً کے معنی
یہ ہوئے کہ تم اپنی WIFE کے پاس پہونچ گئے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔
یہی حیثیت لفظ اہل بیت کی ہے ۔ اس کا اطلاق تمام گھر والوں پر
ہوتا ہے ۔ جو سب اہل خانہ ہیں ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ گھر والے جب تک
گھر کی دیواروں کے اندر ہیں اُسی وقت تک گھر والے ہیں اور گھر سے باہر
نکلے تو گھر والوں سے خارج ہو گئے ۔ گھر کا لفظ بطور محاورہ بولا جاتا ہے ۔
ورنہ نسبت گھر سے نہیں بلکہ ذات سے ہوتی ہے ۔ گھر والے کہیں بھی
ہوں گھر والے ہیں ۔ جن کا کوئی بھی گھر نہیں صحرا نشیں ہیں ان کے بھی
گھر والے ہیں ۔ گھر والے کسی کے ہزاروں میل دور چلے جائیں پھر بھی وہ
اس کے گھر والے ہیں ۔ لیکن مخاطب موصوف نے اہل بیت کا ترجمہ اپنا
غلط منصوبہ ثابت کرنے کے لئے "گھر والی" کیا ہے جو بالکل غلط ہے ۔
لغت کے، قرآن کریم کے اور واقع کے بالکل خلاف ہے ۔ ہم قرآن کریم
سے ایک مثال پیش کرتے ہیں ۔ خواہر جناب موسےٰ فرعون کے یہاں
کہہ رہی تھیں

هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ (قصص ۲۰)

ہم اس آیت کا ترجمہ جناب عمری صاحب کے نظریہ کے مطابق کر کے

دکھاتے ہیں کہ کتنا مہمل ہو جاتا ہے۔ عصری صاحب کے نزدیک اس کا ترجمہ یہ ہوگا۔ "کیا میں تم کو ایک ایسی زوجہ کا پتہ دوں جو سب اس (موسیٰ) کو تمہارے لئے پرورش کریں اور وہ سب اس کی دیکھ بھال کریں۔"

اس ترجمہ میں لفظ زوجہ کتنا مہمل ہے۔ پھر ایک عورت (مادرِ موسیٰ) کے لئے لفظ جمع کتنا غلط ہے؟ زوجہ کا لفظ اضافت کے بغیر آہی نہیں سکتا۔ زوجہ کہا جائے تو صرف زوجہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ دکھانا پڑے گا کہ کس کی زوجہ ہے؟ لہٰذا یہ جملہ ہی غلط ہے کہ میں ایک زوجہ کا پتہ بتائے دیتی ہوں۔

صحیح ترجمہ مذکورہ آیت کا یہ ہے۔

" کہ میں تم کو ایک ایسا گھرانہ بتادوں جو تمہاری خاطر اس بچہ کی پرورش کریں اور اس کی دیکھ بھال رکھیں۔" گھرانہ کا اور جمع کا لفظ اس لئے آیا کہ دودھ بچہ کو اگرچہ ایک ہی عورت پلائے گی لیکن بچہ کی ہر وقت اور ہر حالت کی دیکھ بھال گھر کا بچہ بڑا سب مل کر ہی کرتے ہیں

نبی غیر نبی تنہا کسی کی بھی زوجہ کو قرآن کریم میں کہیں اہل بیت نہیں کہا گیا

عصری صاحب نے تو اہل بیت اور زوجہ ان دونوں لفظوں کو، ہم معنیٰ اور مرادف قرار دے دیا۔ لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں بہت سی جگہ نبی اور غیر نبی کی ازواج کا ذکر موجود ہے لیکن ایک جگہ بھی کسی کی تنہا زوجہ کو اہل بیت نہیں کہا گیا۔ بلکہ ہر جگہ فلاں

کی زوجہ یا فلاں کی عورت کہا گیا ہے۔ اگر فلاں کی زوجہ اور فلاں کی عورت کہنے کے بجائے فلاں کے اہل بیت کہنا درست ہوتا تو کہیں تو کسی کی زوجہ اور کسی کی عورت کہنے کے بجائے اُس کو اہل بیت کہا جاتا۔

ہم ذیل میں اُن آیاتِ قرآنیہ کو پیش کرتے ہیں۔ جن میں کسی کی صرف زوجہ یا ازواج کا ذکر ہے۔ ناظرین دیکھیں کہ کہیں بھی کسی کی زوجہ یا ازواج کو اہل بیت کہا گیا ہے۔

۱۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا الخ (احزاب)
یعنی اے نبی اپنی ازواج سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی طلب گار ہو الخ

نوٹ: یہاں صرف ازواج کا ذکر ہے لیکن ازواج کہا اہل بیت نہیں کہا۔

۲۔ وَقَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ الخ (آل عمران)
یعنی عمران کی عورت نے کہا کہ میرے پروردگار میں نے نذر کی ہے۔ الخ
یہاں بھی عمران کی صرف زوجہ کا ذکر ہے لیکن عمران کی عورت کہا اہل بیت نہیں کہا۔

۳۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ (ہود)
یعنی فرشتوں نے ابراہیم سے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اس وقت ابراہیم کی عورت بھی وہاں کھڑی تھی

اس آیت میں بھی ابراہیم کی صرف زوجہ کا ذکر ہے جس کو ابراہیم کی عورت کہا گیا ہے اہل بیت نہیں۔

۴۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ (ہود)

یعنے فرشتوں نے حضرت لوط سے کہا کہ آپ کچھ رات گئے اپنے اہل کو لے کر چلے جائیں اور کوئی پیچھا پھر کر نہ دیکھے مگر اپنی عورت کو ساتھ نہ لیجانا۔

یہاں بھی زوجۂ لوط کو لوط کی عورت کہا گیا ہے اہل بیت نہیں کہا۔

۵۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (سورہ اعراف)

پس ہم نے اُس (لوط) کو نجات دی اور اس کے اہل کو مگر اس کی عورت کو نہیں وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی۔

یہاں بھی زوجۂ لوط کو لوط کی عورت کہا اہل بیت نہیں کہا

۶۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ (آل عمران)

یعنے ابراہیم نے کہا کہ میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ میں ضعیف ہوں اور میری عورت بانجھ ہے۔

یہاں بھی زوجۂ ابراہیم کو ابراہیم کی عورت کہا اہل بیت نہیں کہا

۷۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب)

یعنے نبی مومنین سے زیادہ ان کی جانوں پر حق تصرف رکھتے ہیں۔ اور ازواجِ نبیؐ مومنین کی مائیں ہیں۔

یہاں بھی نبی کی بیویوں کو ازواج نبیؐ کہا گیا ہے۔ اہل بیت نبی نہیں کہا۔

۸۔ یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ الخ (احزاب)

یعنی اے نبی کی عورتو جو تم میں سے کسی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہو گی

یہاں بھی ازواج نبی کو نبی کی عورتیں کہہ کر پکارا ہے۔ ان کو اہل بیت کہہ کر نہیں پکارا۔

۹۔ یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (احزاب)

یعنی اے نبی کی عورتو! تم اور عورتوں کی برابر نہیں ہو

یہاں بھی ازواج نبی کو اہل بیتِ نبی کہکر نہیں پکارا بلکہ نبی کی عورتیں کہکر پکارا ہے۔

۱۰۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ (احزاب)

یعنی اے نبیؐ ہم نے تمہارے لئے تمہاری ازواج کو حلال کیا ہے۔

یہاں بھی نبیؐ کی بیویوں کو ازواج ہی کہا گیا ہے اہل بیت نہیں کہا

۱۱۔ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا (احزاب)

یعنی تم لوگ ازواج نبی سے بعد نبیؐ کبھی نکاح نہ کرنا۔

یہاں بھی ازواج نبی کو اہل بیت نبی نہیں کہا۔

۱۲۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ

یعنی اے نبیؐ اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹی اور بیٹی کی بیٹیوں سے اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو۔

ازواج نبیؐ کو اس آیت میں بھی ازواج نبی ہی کہا گیا ہے اہل بیت نبی نہیں۔

۱۳۔ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ الخ (تحریم)

یعنے اے نبی کیا تم اپنی ازواج کی مرضی چاہتے ہو۔

ازواج نبی کو یہاں بھی اہل بیت نہیں کہا۔

۱۴۔ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا

یعنی جبکہ نبی نے اپنی ازواج سے راز کی بات کی (تحریم)

۱۵۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ

یعنے اللہ نوح اور لوط کی عورت کی مثال دیتا ہے۔ (تحریم)

۱۶۔ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَکَّتْ وَجْهَهَا (ذاریات)

یعنے ان لوگوں میں ابراہیم کی عورت بھی آگئی اور اس نے اپنا

منہ پیٹ لیا۔

یہاں بھی ابراہیم کی زوجہ کو اہل بیت ابراہیم نہیں کہا بلکہ ابراہیم

کی عورت کہا۔

۱۷۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اِلَّا امْرَاَتَهٗ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ (نمل)

ہم (اللہ) نے اس (لوط) کو نجات دی اور اس کے اہل کو مگر

اس کی عورت کو نہیں الخ

زوجۂ لوط کو لوط کی عورت کہا اہل بیت لوط نہیں کہا۔

۱۸۔ لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ اِلَّا امْرَاَتَهٗ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ (عنکبوت)

یعنے ہم لوط کو بھی نجات دیں گے اور اس کے اہل کو بھی مگر اس

کی عورت کو نہیں۔

یہاں بھی زوجۂ لوط کو اہل بیت لوط نہیں کہا

۱۹- اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۔ (عنکبوت)

ہم تم (لوط) کو بھی نجات دینے والے ہیں اور تمہارے اہل کو بھی سوائے تمہاری عورت کے۔

یہاں بھی زوجۂ لوط کو لوط کی عورت کہا گیا ہے۔

۲۰- اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ۚ

یعنے جب کہ ہم نے لوط کو اور اس کے تمام اہل کو نجات دی مگر پیچھے رہنے والی بوڑھیا کو نہیں۔

زوجۂ لوط کو یہاں بھی اہل بیت لوط نہیں کہا

یہ بیس مثالیں قرآن کریم سے ایسی پیش کی گئی ہیں جن میں صرف زوجہ یا ازواج کا ذکر ہے۔ مگر کہیں بھی اور کسی کی بھی زوجہ یا ازواج کو اہل بیت نہیں کہا گیا۔

کیا لفظ اہل یا اہل بیت کی وجہ سے عورتوں کو مذکر کی ضمیروں سے پکارا جا سکتا ہے

عصری صاحب نے آیہ تطہیر میں مذکر کی ضمیروں کی بابت کہا ہے کہ پکارا عورتوں (ازواج نبی) کو جا رہا ہے۔ مگر ضمیریں چونکہ لفظ اہل بیت کیطرف راجع ہو رہی ہے اور لفظ اہل بیت خود مذکر ہے اس لئے ضمیریں بھی مذکر کی لائی گئی ہیں۔ اسی طرح وہ حضرت ابراہیم کے یہاں فرشتوں کی زبانی اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ

اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

کی آیت کے بارہ میں کہہ رہے ہیں کہ اہل البیت حضرت سارہ کو کہا گیا ہے اور علیکم کی ضمیر مذکر کو لفظ اہل البیت کیوجہ سے بتاتے ہیں۔ یہ بھی بتاتے ہیں کہ حضرت موسےؑ نے صرف اپنی زوجہ سے کہا تھا اُمکثُوا یہاں بھی عورت ذات کو مذکر کی ضمیر سے پکارا ہے۔ کیونکہ اُن کے بقول اُمکثُوا سے پہلے لفظ اہل آیا ہے۔ ہم ہر چیز کا جو لغویت ہی لغویت ہے جواب الگ الگ دیں گے۔

سب سے پہلے ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو لفظ اہل کی وجہ سے مذکر کی ضمیروں سے پکارا جانا۔ یہ ایجاد عصری صاحب کی اپنی نہیں ہے بلکہ صدیوں پہلے کسی نے بے سوچے سمجھے حق اور حق داروں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بات ایجاد کی تھی۔ اس کے بعد مکھی پر مکھی ماری جاتی رہی اور جو بھی پہلوان بن کر میدان میں آیا اُس نے وہی سیکھی سکھائی بات کہدی تمام تر قابلیتوں کے باوجود بات ناقابلیت ہی کی اختیار کی۔ جیسے شام کے دربار حکومت میں کسی غریب کی اونٹنی چھیننے کے لئے مدّعی اور اس کے گواہ یہی کہتے رہے کہ یہ اونٹ دعوے دار کا ہے مدّعی کا دعویٰ ڈگری ہو گیا تو غریب مالک نے کہا سرکار یہ اونٹ کہاں ہے یہ تو اونٹنی ہے۔ مگر اب کیا ہوتا فیصلہ تو ہو چکا تھا۔ مجھے انتہائی افسوس ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ یہ لغو اور بے اصل توجیہہ کیسے کیسے قابل و فاضل حضرات پیش کرتے رہے اور یہی کہتے رہے

کہ ضمیر کا مرجع چونکہ لفظ مذکر (اَصَل) تھا اس کی وجہ سے عورتوں کے لئے مذکر کی ضمیریں کہی گئی ہیں۔ کسی نے اتنا سوچنے سمجھنے کی زحمت نہ اٹھائی کہ جس ضمیر کا مرجع عبارت کا کوئی لفظ ہوتا ہے۔ وہ صرف غائب کی ضمیر ہوتی ہے۔ لیکن ضمیرِ حاضر کا مرجع کوئی لفظ نہیں ہوتا بلکہ ضمیرِ حاضر کا مرجع مخاطَب کی ذات ہوتی ہے۔ حاضر کی ضمیر میں وہ لفظ نہیں دیکھا جاتا جس سے اس کو یاد کیا ہے بلکہ مخاطَب کی ذات دیکھی جاتی ہے۔ اگر مخاطَب مرد ہے تو مذکر کی ضمیر لائی جائے گی اور اگر عورت ہے تو مونث کی۔ البتہ اگر عورت کا ذکر صیغۂ غائب میں ہو تو ضمیر اس لفظ کی رعایت سے لائی جائے گی جس کی طرف وہ ضمیر راجع ہو رہی ہے۔ اس صورت میں جائز ہے کہ عورت کے لئے مذکر کی ضمیر لائی جائے۔ لیکن جب کسی کو پکارا جائے گا تو لفظ کو نہیں بلکہ ذات کو دیکھا جائے گا۔

ضمیرِ حاضر کا مرجع کوئی لفظ نہیں ہوتا بلکہ مخاطب کی ذات ہوتی ہے

چنانچہ غائب کی ضمیر اس وقت تک لائی ہی نہیں جا سکتی جب تک کہ ضمیر غائب سے پہلے اس کا نام نہ لے دیا گیا ہو۔ تاکہ وہ لیا ہوا نام ضمیر غائب کا مرجع ہو سکے۔ لیکن حاضر کی ضمیر کے لئے یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ مخاطب کا نام پہلے لیا جائے۔ کیونکہ یہاں ضمیر کا مرجع لفظ ہوتا ہی نہیں بلکہ جو مخاطب سامنے ہے اور حاضر

ہے وہی ضمیر کا مرجع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادات نبویہ میں نیز ہماری روزمرہ کی بول چال میں اکثر خطاب یا مخاطب کا نام لئے بغیر ہیں۔ اور جس ضمیر سے مخاطب سے خطاب کیا گیا ہے اس ضمیر کا مرجع کوئی بھی لفظ نہیں۔ بلکہ مخاطب کی ذات ہے۔

سورۂ نصر میں فرمایا جا رہا ہے :-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ
فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

یعنی جب اللہ کی نصرت اور فتح آگئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ دینِ خدا میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں پس تم اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کرو اور اُس سے استغفار کرو وہ بہت زیادہ توبہ کا قبول کرنیوالا

اس سورہ میں نبیؐ کو مخاطب کر کے حاضر کی ضمیریں چار جگہ آئی ہیں رَاَیْتَ میں فَسَبِّحْ میں رَبِّكَ میں ــ اور ــ وَاسْتَغْفِرْ میں ان ضمیروں کا مرجع ذاتِ نبی کے سوا کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جو نبی کیلئے علیحدہ کہا گیا ہو۔ چاروں قل والی سورتیں ہیں جن میں قُل کہہ کر نبیؐ سے خطاب کیا گیا کہ تم کہو ان میں قل سے پہلے کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جو ضمیر قل کا مرجع ہو۔ قرآن مجید میں ایسی صدہا مثالیں ہیں۔ اب حدیث نبوی کی مثال بھی لیجئے۔ سرکار نے حاضرین سے فرمایا اِیْتُوْنِیْ بِدَوَاةٍ وَقِرْطَاسٍ مجھے دوات اور کاغذ دو یہاں بھی اِیْتُوْا کی ضمیر حاضر کا مرجع کوئی لفظ نہیں پھر آپ نے فرمایا قُوْمُوْا عَنِّیْ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ حاضر کی ضمیر کا یہاں بھی کوئی لفظی مرجع نہیں مذکور۔ پھر سرکار نے فرمایا: اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

تم آزاد ہو — ان جملوں میں بھی پکارے جانے والوں کیلئے کوئی لفظ نہیں جو اذھَبُوْا اور انتم کی ضمیروں کا مرجع ہو۔ خود عصری صاحب نے بھی نبیؐ کا یہ قول دکھایا ہے کہ آپ نے زَمِّلُوْنِی فرمایا یعنے تم لوگ مجھے چادر اُڑھا دو۔ یہاں بھی ضمیر حاضر ہے جس کا لفظوں میں کوئی مرجع نہیں۔ اسی وجہ سے عصری صاحب کو اس غلط بیانی کا ایک موقع ہاتھ آگیا کہ سرکار نے جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں صرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو پکارا۔ پھر خود عصری صاحب نے آنحضرت کا یہ قول دکھایا ہے کہ سرکار نے فرمایا ھَرِیْقُوا اس خطاب کی ضمیر کے لئے بھی کوئی لفظی مرجع نہیں ہے اور مرجع عبارت میں نہ ہونے ہی کی وجہ سے عصری صاحب کو یہ بات بنانے کا موقع ملا کہ مذکر حاضر کی ضمیر سے سرکار نے اپنی ازواج کو پکارا تھا۔ حضرت موسےٰ کا قول بھی عصری صاحب نے دکھایا ہے کہ آپ نے راستہ میں' دور سے آگ دیکھ کر فرمایا اُمْکُثُوْا۔ تم لوگ ٹھہرو یہاں بھی پکارے جانے والوں کے لئے کوئی پیشگی لفظ نہیں جو ضمیر اُمکثوا کا مرجع ہو۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ضمیر حاضر سے جب کسی کو پکارا جائے گا تو اس ضمیر کا مرجع پکارے جانے والی کی ذات ہوگی۔ عبارت کا کوئی لفظ مرجع نہ ہوگا۔ یہ بات صرف ضمیر غائب کے لئے ہے کہ اس کا مرجع کوئی نہ کوئی لفظ ہوتا ہے۔ وہ لفظ اگر مذکر ہوتا ہے تو عورت کے لئے بھی ضمیر غائب مذکر ہی کی آتی ہے لیکن پکارے جانے میں لفظ کو مطلق نہ دیکھا جائے گا بلکہ پکارے جانے والے کی ذات کو دیکھا جائے گا۔ وہ مذکر ہے تو ضمیر مذکر کی آئے گی اور مونث ہے

توضمیر مؤنث کی آئے گی ۔ یہ دونوں باتیں یعنے غائب کی ضمیر مؤنث کیلئے بھی کسی لفظ مذکر کی وجہ سے مذکر کی اور حاضر کی ضمیر مخاطب کے مؤنث ہونے کی وجہ سے فی الفور مؤنث کی مثال قرآن کریم سے ملاحظہ فرمایئے :۔

ازواج نبیؐ کا ذکر ہے جو مؤنث ہیں ان کا ذکر غائب کے صیغہ میں ہو رہا ہے ۔ مرجع ضمیر غائب کا ہے ۔ لفظِ مَن (یعنی جو) یہ لفظ مَن ہے ۔ عربی میں مذکر اس لئے مستورات کیلئے صیغہ مذکر غائب کا فرمایا گیا مگر جب فوراً ان ہی ازواج نبیؐ کو پکارا تو وہاں مذکر کی ضمیر نہیں آئی بلکہ مؤنث کی ہی آئی ۔

یَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ الخ (احزاب)

یعنے اے نبی کی عورتوں جو تم میں سے کسی کھلی بے حیائی کا کام کریگی الخ

یہاں یَأْتِ صیغہ ہے مذکر غائب کا جو ازواج نبی کے لئے محض لفظ مَن کی وجہ سے مذکر قرار دیا گیا مگر اُس کے بعد جب ازواج نبی کو پکارا گیا تو حاضر کی ضمیر اب مذکر نہیں آئی بلکہ مونث ہی آئی ۔ مِنْكُنَّ کہا گیا مِنْكُمْ نہیں کہا گیا ۔

اسی طرح فرمایا جاتا ہے :

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ (احزاب)

یعنے جو تم میں سے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے گی الخ

یہاں بھی محض مَن کی وجہ سے ازواج نبیؐ کے لئے يَقْنُتْ مذکر غائب کا صیغہ فرمایا مگر اس کے بعد جب ازواج نبی سے فوراً خطاب کیا گیا تو ضمیر حاضر مونث کی آئی مذکر کی نہیں یعنے مِنْكُنَّ کہا گیا مِنْكُمْ نہیں کہا گیا ۔

ان تمام بیّن مثالوں سے جو آیات بیّنات ہیں روزِ روشن کی طرح عیاں ہو رہا ہے کہ ضمیر غائب کی تذکیر و تانیث تو اس لفظ کی بناء پر ہوتی ہے جو اس ضمیر کا مرجع ہے لیکن ضمیر حاضر کسی لفظ کو نہیں دیکھتی بلکہ ضمیر حاضر کے لئے مذکر یا مؤنث ہونے کا دار و مدار اس شخصِ حاضر و مخاطب کے مذکر یا مؤنث ہونے پر منحصر ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ عورتوں کو مذکر کی ضمیر سے پکارا جائے اور مردوں کو مؤنث کی ضمیر سے پکارا جائے۔ لہٰذا اگر آیۂ تطہیر میں خطاب ازواجِ نبی سے ہوتا تو عَنکُمْ ہرگز نہ ہوتا عَنکُنَّ ہوتا اور یُطَہِّرَکُمْ ہرگز نہ ہوتا یُطَہِّرَکُنَّ ہوتا۔ لیکن خطاب چونکہ ان حضرات سے ہے جن میں عنصر غالب اور اکثریت مردوں کی ہے خاتون (فاطمۃ الزہرا) صرف ایک ہیں اسی لئے بقاعدۂ تغلیب مذکر کی ضمیریں فرمائی گئی ہیں۔

یہ غلط ہے کہ صرف حضرت سارہ (زوجۂ حضرت ابراہیم) کو علیکم اہل البیت کہا گیا ہے

مصری صاحب نے بڑے ظنطنہ انداز کے ساتھ قرآنِ مجید کی اس آیت کو پیش کیا ہے۔ چونکہ اس آیت کو موصوف نے بڑے فخر سے پیش کیا ہے اور اس آیت کو اپنے ہاتھ میں ایک سیفِ قاطع اور شمشیر بُرّاں سمجھ کر کہا ہے کہ "سبائیت نواز (شیعہ) حضرات اس آیت کو دیکھ کر چکرا جاتے ہیں کیونکہ اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ صرف بیوی کو (جو ایک ہی ہے) اہل البیت کہا گیا ہے"

ہم بحمد اللہ تعالےٰ ایک ضربِ حیدری سے ان کے بتِ پندار کو پاش پاش کر کے دکھاتے ہیں کہ چکرا کر کون گرتا ہے؟ ہم پہلے اس پوری آیت کو نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین آیت کی ابتداء اور انتہا کو دیکھ سکیں :- وَلَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

(فرشتے حضرت ابراہیمؑ سے کہہ رہے ہیں) آپ ڈریں نہیں ہم تو قومِ لوط کیطرف بھیجے گئے ہیں۔ اُس وقت حضرت ابراہیم کی عورت بھی کھڑی تھی (سارہ) وہ ہنس پڑیں پس ہم نے اس کو اسحاق کی خوش خبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔ (ابراہیم کی عورت) نے کہا ہائے افسوس کیا میں بوڑھی ہو کر جنوں گی جبکہ میرا یہ شوہر بھی بوڑھا ہے یہ تو یقیناً عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تو امرِ خدا پر تعجب کر رہی ہے۔ تم لوگوں پر تو اے اہل بیت اللہ کی رحمت اور برکات ہیں اور وہ (اللہ) لائقِ حمد اور بزرگی والا ہے۔

اس آیت میں ابراہیم کی عورت کہہ کر حضرت سارہ کا ذکر ہے جنہوں نے ولادتِ فرزند کی خبر سُن کر تعجب اور افسوس کیا تو فرشتوں نے صرف

تعجب کرنے والی بی بی (سارہ) سے واحد مونث حاضر کے صیغہ میں کہا کہ کیا تو امرِ خدا پر تعجب کر رہی ہے۔ یہ کہہ کر فرشتوں نے تمام افرادِ خاندان ابراہیم سے خطاب کر کے کہا کہ تم لوگوں پر اے اہل بیت اللہ تعالے کی مخصوص عنایات ہیں۔

عصری صاحب نے محض یہ دیکھ کر کہ اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ کے بعد بلا فاصلہ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ کہا گیا ہے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ بعد کا خطاب بھی صرف جناب سارہ سے ہے اور تنہا ایک عورت کو اہل بیت کہا گیا ہے اور ایک ہی عورت کو جمع مذکر کی ضمیر سے پکارا گیا ہے جو سرا سر غلط ہے۔ ہم پہلے دکھا چکے ہیں کہ حاضر کی ضمیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر حالت میں مخاطب کی ذات کے مطابق ہو۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ عورتوں کو مذکر کی ضمیر سے پکارا جائے۔ موصوف نے بات تو بنا دی مگر یہ نہ دیکھا کہ حضرت سارہ کا ذکر شروع ہوا ہے تو اُن کے لئے وَامْرَاَتُہٗ کہا گیا ہے یعنی ابراہیم کی عورت، اگر اس کے بعد لفظ اہل بیت بھی صرف ان ہی کے لئے کہا گیا ہے تو یہ لفظ شروع میں بھی آسکتا تھا لیکن شروع میں تو ان کو ابراہیم کی عورت کہا گیا ہے پھر اگر اللہ کی رحمت اور برکات صرف حضرت سارہ ہی کے لئے مخصوص تھیں اور ان رحمتوں اور برکتوں سے حضرت ابراہیمؑ، اور حضرت اسماعیل اور ہاجرہ والدۂ اسمٰعیلؑ جو موجود تھے قطعاً محروم تھے اور حضرت ابراہیم کی آئندہ نسل سے بھی ان الٰہی رحمتوں

کا کوئی تعلق نہ تھا تو اس طول طویل عبارت کی ضرورت ہی کیا تھی ؟ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ عَلَیْکِ ۔ کافی تھا۔ یہ کس قدر غلط اور مہمل بات ہے کہ ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی سلسلۂ گفت گو میں حضرت سارہ کو واحد مونث حاضر کے صیغہ میں پکارا جائے اکیا تو تعجب کر رہی ہے، اور پھر فوراً اس ہی ایک بی بی کو جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں علیکم اہل البیت کہہ کر پکارا جائے۔ پھر یہ بات کتنی عقل اور ایمان سے بعید ہے کہ اللہ کی وہ ساری مخصوص رحمت اور برکتیں جناب سارہ ہی پر ہوں۔ حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ اُن سے بے تعلق اور محروم ہوں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ حضرت سارہ پر یہ تمام تر الٰہی رحمت اور الٰہی برکات حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے خاندانِ رسالت ہی کی بدولت تھیں۔ ابراہیمی وساطت کے بغیر تو اُن کا یہ ذاتی شرف نہ تھا۔ جیسا کہ ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عباس نے ام المومنین بی بی عائشہ سے کہا تھا کہ تمہارا یہ شرف باپ کی بیٹی ہو کر نہیں ہے بلکہ شوہر (نبیؐ) کی زوجہ ہو کر ہے۔ یہ شرف تم اپنے باپ کے گھر سے لے کر نہیں آئیں۔ بلکہ ہمارے گھر آکر ملا۔

اللہ کی تمام تر رحمت اور برکت تو اس کے خلیل پر تھی اور ان کی وساطت سے اُن کے خاندان پر تھی۔ اُن کے خاندان میں جتنا جس کو اُن سے تقرب تھا اُتنا ہی وہ اُن فیوض و برکات میں حصہ پا رہا تھا جو اس کے خلیل پر برس رہے تھے۔ لیکن نزول رحمت کی اصل منزل

اور صدور برکات کا اصل مرکز حضرت ابراہیم تھے نہ کہ ان کی زوجہ لہٰذا حقیقت بالکل واضح ہے کہ جب تنہا حضرت سارہ کا ذکر آیا تو (وَامْرَاَتُہٗ) ابراہیم کی عورت کہہ کر جس نے تولد فرزند پر تعجب کیا تو فرشتوں نے صرف حضرت سارہ سے خطاب کر کے کہا (اَتَعْجَبِیْنَ) کیا تو تعجب کرتی ہے۔ اس کے فوراً بعد فرشتوں نے پورے خاندانِ ابراہیمی سے خطاب کرتے ہوئے کہا (رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ) تم لوگوں پر اے اہل بیت اللہ کی مخصوص رحمت و برکات ہیں۔

پہلا خطاب تنہا حضرت سارہ سے ہے اور دوسرے خطاب میں دائرہ تخاطب کو بڑھا کر پورے خاندانِ ابراہیم کو مخاطب کیا۔ جس کی بیّن مثال قرآن کریم میں دوسری جگہ موجود ہے جس سے عصری صاحب اور اُنکے ہم نواؤں کی ملمع کاری بالکل کھل جاتی ہے۔ اب دیکھیں کہ کون چکراتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ الخ

یعنی اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کے عدہ طلاق کا لحاظ رکھ کر طلاق دو، اور عدہ کے دنوں کا شمار رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے اور اُن کو (عدہ کے اندر) اُن کے گھروں سے نہ نکالو۔

آیت مذکورہ میں پہلا خطاب (یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ) صرف تنہا نبیؑ سے ہے۔ پھر فوراً اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ کہہ کر خطاب کی وحدت کو جمع سے بدل دیا۔ یعنی نبیؐ کے ساتھ پوری اُمت کو شامل کر کے

اِذَا طَلَّقْتُمُ فرمایا جو جمع مذکر ہے پھر اُس کے بعد جتنے بھی صیغے آئے وہ سب جمع مذکر حاضر کے ہیں۔

کیا کوئی معمولی سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ جس طرح پہلا خطاب صرف نبیؐ سے تھا اسی طرح طَلَّقْتُمُ، فَطَلِّقُوْهُنَّ ، وَاَحْصُوْا، وَاتَّقُوا رَبَّكُمْ اور لَا تُخْرِجُوْهُنَّ ان چھ جگہوں میں بھی جمع حاضر کے صیغوں میں تنہا نبیؐ ہی کو پکارا جا رہا ہے ؟ ہرگز نہیں۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ کے خطاب میں نبی کے سوا کوئی مخاطب نہیں لیکن فی الفور دوسرے خطاب میں تنہا نبی ہرگز نہیں بلکہ اُن کے ساتھ پوری اُمت مخاطب ہے بلکہ ان خطابات سے اصل مراد ہی اُمت ہے۔ اسی طرح اَتَعْجَبِیْنَ (کیا تو تعجب کر رہی ہے) یہ خطاب صرف حضرت سارہ سے ہے۔ اس خطاب میں حضرت سارہ کے سوا کوئی بھی مخاطب نہیں۔ دوسرا خطاب (علیکم اہل البیت) یہ پورے خاندانِ ابراہیمی سے کیا گیا ہے۔ ضمیروں کا واحد سے جمع کی طرف آنا اور مونث سے مذکر کی طرف آجانا صاف بتا رہا ہے کہ خطاب کا رُخ جو پہلے محدود تھا وہ وسیع ہو گیا۔ پہلا خطاب صرف اس ایک سے تھا جس کو ابراہیم کی عورت کہا تھا۔ دوسرا خطاب پورے خاندان سے ہے جن کو اہل البیت کہہ کر پکارا ہے۔

کیا حضرت موسیٰؑ نے تنہا اپنی زوجہ کو اُمْكُثُوْا جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں پکارا تھا مخاطب موصوف نے اپنی غلط اور بالکل غلط بات کے صحیح بنانے

کے لئے انبیاء کرام پر بھی غلط گوئی کی تہمت رکھدی اور کہدیا کہ موسےٰؑ نے اثنائِ سفر اور وادیِ سینا میں جب دور سے آگ دیکھی تو صرف اپنی زوجہ سے فرمایا اُمکثُوا (تم لوگ ٹھہرو) اسی طرح وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک عورت کو بھی جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں پکارا جاسکتا ہے۔ لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ۔ جتنے بھی لغویات اور ہزلیات ہیں۔ وہ سب عصری صاحب ہی کے حصہ میں آگئے۔ عورت کو اور مذکر کے صیغے میں ایک کو اور جمع کے صیغے میں یہ اتہام بھی اور کسی پر نہیں نبیؐ پر۔ ہمیں یاد آیا کہ اُن کے اسی ماہنامہ روح اسلام میں خود اُن کے نبی (مرزا صاحب) پر بھی مؤنث ہی کے صیغہ میں الہام ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور اُن کے نبی کو بھی اسی مؤنث کے صیغہ میں پکارا گیا ہے جس طرح حضرت مریم کو پکارا گیا ہے۔

وَھُزِّی اِلَیکِ بِجِذعِ النَّخلَۃِ تُسَاقِطُ عَلَیکِ رُطَباً جَنِیّاً۔

لیکن اس آیت کو لکھتے وقت مضمون نگار کو مرزا صاحب کے مرد ہونے کا خیال آگیا تو انہوں نے ھُزّی کی ی کو اور الیکِ اور علیکِ میں کاف کے زیر کو چھپا دیا تاکہ ضمیریں مؤنث سے مذکر کی ہو جائیں۔ آیت کی تحریف کو گوارا کر لیا مگر یہ پسند نہ کیا کہ اُن کے نبی کو عورت کہہ کر پکارا جائے حالانکہ عصری صاحب کے نزدیک تو یہ غلطی انبیاء تک نے کی ہے کہ عورت کو مرد کہہ کر پکارا ہے لہٰذا پھر مرد کو عورت کے صیغہ میں کیوں نہ پکار لیا جائے۔

حضرتِ موسےٰ کے واقعہ کے متعلق جو آیت ہے وہ یہ ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰى نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا الخ (طٰہٰ)

یعنے کیا تمہارے پاس موسے کی بات آئی ہے جب کہ موسے نے آگ دیکھی پس موسے نے اپنے اہل سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو ۔ الخ ۔

عصری صاحب نے اس آیت کو پیش کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ لفظ اہل کی رعایت سے جنابِ موسے نے تنہا اپنی زوجہ کو جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں پکارا تھا تاکہ آیہ تطہیر کے بارہ میں یہ باور کیا جاسکے کہ وہاں بھی لفظ اہل کی رعایت سے عورتوں کو مذکر کے حاضر کے صیغہ میں پکارا گیا ہے۔

ہم لغت عربی اور قرآن حکیم کی بہت سی آیات سے یہ بات مکمل طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ لفظ اہل کو صرف زوجہ کے لئے مخصوص قرار دینا علم اور ایمان سے غداری ہے۔ ہم یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ لفظ کی رعایت صیغۂ غائب میں ہوتی ہے کیونکہ صیغۂ غائب کا مرجع عبارت کا کوئی نہ کوئی لفظ ہوتا ہے لیکن صیغہ خطاب سے جب کسی کو پکارا جائے تو ضمیر حاضر کا مرجع لفظ نہ ہوگا بلکہ مخاطب کی ذات ہوگی اور ذات کی مذکیر و تانیث دیکھ کر اس کے مطابق ضمیر لائی جائے گی ۔ عورت کو مردوں کی ضمیر سے یا مردوں کو عورتوں کی ضمیر سے نہیں پکارا جا سکتا ۔

اس کے علاوہ اس آیت میں لفظ اہل کا سہارا لینا ہی بالکل غلط ہے کیونکہ فَقَالَ لِاَهْلِهِ (پس موسے نے اپنے اہل سے کہا) حضرت موسیٰ

کا قول ہی نہیں، یہ لفظ تو خداوند عالم کا ہے۔ وہ واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمارہا ہے کہ موسےٰ نے اپنے اہل سے کہا تھا کہ تم لوگ ٹھہرو۔ حضرت موسےٰ کی بات میں تو لفظ اہل کا نام بھی نہیں ان کی بات تو اُمْکُثُوْا سے شروع ہوئی ہے۔ لیکن!

دروغ گو را حافظہ نباشد

واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسےٰؑ کے ساتھ آپ کی زوجہ کے علاوہ متعدد اشخاص تھے اُمْکُثُوْا کا خطاب اُن سب سے تھا۔

کیا حضرت موسےٰ کے ساتھ اس سفر میں صرف ان کی زوجہ تھیں؟

عصری صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس سفر میں جناب موسےٰؑ کے ساتھ آپ کی زوجہ کے سوا اور کوئی نہ تھا انتہائی لغو، غلط اور دعوائے بے دلیل ہے۔ اگر مخاطب کے پاس اس کا کوئی ثبوت تھا تو کیوں نہ پیش کیا۔ دلیل وہ چیز نہیں ہو سکتی جو خود محتاج دلیل ہو۔ عصری صاحب مسلمانی کے دعویدار ہونے کے باوجود اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کو جھٹلا رہے ہیں۔ کیا قرآن حکیم کا لفظ اُمْکُثُوْا، اٰتِیْکُمْ، لَعَلَّکُمْ اور تَصْطَلُوْنَ پہ پے در پے چار جگہ جمع مذکر حاضر کی ضمیروں کا استعمال اس امر کی بیّن دلیل نہیں ہے کہ حضرتِ موسےٰ کا تخاطب کسی فردِ واحد (جو ہو بھی عورت) سے نہ تھا بلکہ اُن تمام افراد سے تھا جو آپ کے ساتھ تھے؟ قرآن حکیم تمام صیغے جمع مذکر حاضر کے استعمال کرے اور اس

کے مقابلہ میں کسی شخص کا جو کسی شمار میں نہیں یہ رٹ لگانا کہ موسےٰؑ کے ساتھ ایک عورت کے سوا کوئی تھا ہی نہیں یہ قرآن حکیم کی صریحی تردید و تکذیب ہے یا نہیں ؟۔

وادیٔ سینا والے سفر میں
حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ان کی زوجہ کے علاوہ اور لوگ بھی تھے

۱۔ اس کی قوی ترین دلیل تو یہی ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ اسلام نے بقول قرآن حکیم جن لوگوں کو دور سے آگ دیکھ کر ٹھہرنے کے لئے اُن کے لئے چار مرتبہ جمع کے صیغوں میں خطاب فرمایا اور جمع بھی مذکر کی اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں مرد عورتوں سے زیادہ تھے جیسے کہ موصونین آیہ تطہیر میں مردوں کی تعداد زیادہ ہے اور خاتون صرف ایک تھیں ۔

۲۔ اہل بیت اطہار جو نبیؐ کے بعد حقیقی مفسّر قرآن ہیں، قرآن ان سے اور وہ قرآن سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ ان کا ارشاد ہے کہ حضرت موسےٰؑ کے ساتھ آپ کے عیال کے علاوہ خادم، غلام اور کنیزیں تھیں ۔

۳۔ یہ وقت رات کا وقت تھا اور موقع جنگل، بیابان کا تھا آگ جو حضرت موسیٰ نے دیکھی تھی وہ قریب نہ تھی۔ خود عصری صاحب نے بھی لکھا ہے ۔

" اسی طرح سیدنا موسےٰ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وادی سینا میں پہونچتے ہیں تو دور سے آگ روشن دیکھ کر الخ "

اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل بیابان میں دس، بیس، پچاس قدم کے فاصلہ پر جو چیز ہو اس کو دور نہیں کہہ سکتے اس کے معنی یہ ہیں کہ آگ دور اور کافی فاصلے سے تھی، اگر آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ کے علاوہ کوئی متنفس نہ تھا تو اتنی دور جانے کے لئے وہ بھی رات کے سناٹے میں اور ہو کے عالم میں آپ اپنی جواں سال زوجہ کو تن تنہا کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ اور وہ خود بھی اکیلا رہ جانا کیسے گوارا کر سکتی تھیں۔

۴۔ حضرت موسٰے اپنے خوشحال اور کثیر الافراد خاندان والے سُسرال سے معہ بیوی کے رخصت ہو کر جا رہے تھے۔ یہ سفر اطمینان کا تھا کسی خوف و خطر کی وجہ سے اچانک درپیش نہیں ہوا تھا ایسی حالت میں کون یہ باور کر سکتا ہے کہ رخصت کرنے والوں نے اور رخصت ہونے والوں نے یہ گوارا کر لیا کہ صرف دو میاں بیوی راتوں رات دور و دراز کا یہ سفر اس حالت میں کریں کہ اُن کے ساتھ کوئی متنفس نہ ہو جب کہ بیوی حاملہ بھی ہو اور وضع حمل قریب ہو اور یہ بیوی بھی اُس باپ (شعیب) کی بیٹی ہو جس کے خاندان کی دھاک بقول قرآن کفار کے دلوں پر بیٹھی ہوئی ہو۔ مصری صاحب تو میاں، بیوی کا بغیر کسی متنفس کے راتوں رات جنگلوں اور بیابانوں کو بھاگم بھاگ طے کرنا اس انداز سے دکھا رہے ہیں جیسے کہ معاذاللہ کوئی شخص کسی عورت کو اغوا کر رہا ہو۔

۵۔ قرآنِ حکیم سے تو یہاں تک ظاہر ہوتا ہے کہ اس سفر میں حضرت

موسےؑ کے ساتھ حضرت ہارون بھی تھے۔ چنانچہ جو گفتگو وادی سینا میں منجانب قدرت ہوئی ہے سورۃ طٰہٰ میں اس طرح بیان کی گئی ہے

اِذْھَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ○

یعنے تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے اور اس سے تم دونوں نرم گفتگو کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت کو مانے یا ڈر جائے۔

قَالَا رَبَّنَا اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَّطْغٰی

موسیٰ اور ہارون دونوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں کہ فرعون ہم پہ زیادتی کرے یا ظلم کرے۔

اس گفتگو میں ارشادِ الٰہی (اِذْھَبَا دونوں جاؤ) اس کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ صرف موسےٰ سے ارشاد ہوا تھا کہ تم اور ہارون دونوں جاؤ لیکن اس کے جواب میں قالا یعنے دونوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم کو ڈر ہے الخ صاف بتا رہا ہے کہ ہارون وہاں موجود تھے۔ اور ارشاد الٰہی کا جواب دونوں نے دیا ہے۔ اب قرآنی آیت کی موجودگی میں کسی روایت کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ نفسیاتی طور پر بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی کہ حضرت موسےٰ مصر سے اچانک نکل کر مدین میں آٹھ دس برس تک اطمینان اور آسائش کی زندگی گذاریں وہیں شادی بھی ہو جائے۔ اس طویل مدت میں آپ کے گھر والے آپ

ہے اور آپ اپنے گھر والوں سے بالکل بے تعلق اور جدا رہیں۔ اگر حضرت موسےٰ مصر نہیں جا سکتے تھے تو اپنے گھر والوں کو اپنے پاس کیوں نہیں بلا سکتے تھے۔

غرضیکہ قرآن، حدیث روایت اور درایت ہر چیز سے یہ ثابت ہے کہ اس سفر میں جناب موسےٰ کے ساتھ آپ کی زوجہ کے علاوہ دوسرے اشخاص ذکور و اناث بھی تھے جن سے حضرت موسےٰ نے فرمایا اُمکثوا یعنے تم لوگ ٹھہرو۔

مخاطب موصوف نے حضرت موسےٰ پر تو یہ تہمت لگائی ہی تھی کہ انہوں نے ایک عورت کو جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں پکارا تھا۔ اب سید الانبیاء کو بھی اپنے تیر خطا کا نشانہ بنالیا ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت نے غار حرا سے واپس ہو کر صرف جناب خدیجہ سے جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں خطاب فرمایا زملونی یعنے تم لوگ مجھے چادر اُڑھا دو پھر کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مرض الموت میں اپنی ازواج کو جمع مذکر حاضر کے صیغہ میں پکار کر فرمایا تھا هریقوا‌ُنی یعنے تم لوگ میرے اوپر مشکیں انڈیل دو۔ عصری صاحب کیا ان دونوں موقعوں پر دولت سرائے رسولؐ میں آپ خود موجود تھے اور بچشم خود دیکھ رہے تھے کہ پہلے موقع پر نبیؐ کے گھر میں حضرت خدیجہؓ کے سوا اور کوئی نہ تھا؟ اگر آپ خود موجود نہ تھے اور یقیناً نہ تھے تو آپ نے یہ کس بناء پر کہدیا کہ پہلا خطاب صرف حضرت خدیجہ سے تھا اور دوسرا صرف ازواج سے تھا؟

یہ آپ کا فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ عربی میں جب کہ تذکیر و تانیث کی الگ الگ دیواریں کھڑی ہیں۔ مرد کو مونث کے صیغہ میں اور عورت کو مذکر کے صیغہ میں پکارا ہی نہیں جا سکتا تو آپ کو یہ خیال بھی کیسے آیا کہ صادق اللہجہ فصیح الکلام اور افصح العرب پیغمبر معاذاللہ ایسی فاش غلطی کریں۔ غارِ حرا سے واپسی یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جس زمانہ میں علی مرتضٰے دن رات نبیؐ کے گھر میں رہتے تھے اُن کا سونا جاگنا، اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا سب وہیں تھا گھر میں کنیزیں اور غلام موجود تھے۔ اقرباء خاص جن کے گھر متصل تھے اُن کی آمد و رفت رہتی تھی۔ ان حالات میں یہ خیال بھی دل میں لانا انتہائی کج فہمی ہے کہ تنہا ایک عورت کو جمع مذکر کے صیغہ میں پکارا گیا۔
مرض الموت میں تو تمام ہی اہل بیت، اقرباء اور اصحاب باصفا ہر خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔ بلکہ خدمت تو رہی ایک طرف جوشِ محبت اُن کو نبیؐ سے جُدا ہونے ہی نہ دیتا تھا۔ یہ کیوں اور کیسے سمجھا جائے کہ پانی کی مشکیں انڈیلنے کے لئے ازواج کے سِوا اور کوئی نبیؐ کے پاس نہ تھا۔ اگر بالفرض ایسا ہوتا بھی تو کیا سرکار کو صیغۂ مونث آتا نہ تھا کہ مستورات کو صیغۂ تانیث سے پکارتے۔

صرف عورتوں کو جمع مذکر کے صیغہ میں یاد کرنا قطعاً غلط ہے

عصری صاحب کا یہ جملہ جو ہم نقل کر رہے ہیں اس کو اہل علم پڑھ کر اندازہ کریں کہ وہ کہاں تک ہوش و حواس کی باتیں کر رہے

ہیں۔ فرماتے ہیں

"اچھا ایک اور بات بھی سُن لیجئے۔ اگر لفظ اہل نہ بھی ہو اور مخاطب صرف عورتیں ہوں جب بھی بعض مواقع پر ان کو جمع مذکر کے صیغہ میں یاد کرنا بالکل درست ہوتا ہے"۔

یہ نہ بتایا کہ وہ بعض مواقع کون سے ہیں اور اُن مواقع پر یہ الٹ پھیر کرنے کی اجازت کس نے دی؟۔ ہم اس بے سروپا جملہ کا جواب لاحولَ ولا قوۃَ اِلّا باللہ کہنے کے سوا کیا دیں۔

قرآنی لفظ اہل البیت پر ایک نظر

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرات علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمۂ طاہرین اہل بیتِ نبیؐ ہیں۔ اور متعدد احادیث نبویہ میں اُن کو اہل بیتِ نبی فرمایا گیا ہے اور سرکارؐ نے اپنے بہت سے ارشادات میں اُن کو اَھلُ بیتی (میرے اہل بیت) فرمایا ہے جس کو ہم آئندہ مفصّلاً بیان کریں گے۔ اس صریحی واقعیت کی بناء پر عام طور پر یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ آیۂ تطہیر میں بھی لفظِ اہل البیت بمعنائے اہل بیتِ نبیؐ ہے اور بیت سے مُراد بیت نبی ہے۔ لیکن نظرِ غائر سے دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ آیۂ مذکورہ میں البیت سے مراد بیت نبیؐ نہیں بلکہ بیت اللہ ہے اور ان پاکیزہ ہستیوں کو وارثانِ کعبہ کہہ کر پکارا گیا ہے۔ اس کی صراحت کے لئے چند چیزیں پیش کیجاتی ہیں۔

۱۔ لفظ اہل البیت مرکب ہے اہل اور البیت سے لفظ کا لفظی ہیں
ترجمہ کیا جائے تو معنیٰ ہوئے اے البیت کے اہل
قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی لفظ البیت آیا ہے اُس سے مراد
ہر جگہ کعبہ ہے ۔ مثلاً چند آیات پر نظر ڈالیئے

اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ
یعنے جب کہ ابراہیم و اسماعیل البیت کی بنیادیں اٹھا رہے تھے

وَ لِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ ۔
یعنے اللہ کے لئے لوگوں پر البیت کا حج ہے ۔

فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ الخ
یعنے جس نے البیت کا حج یا عمرہ کیا الخ

وَجَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا
یعنے ہم نے البیت کو انسانوں کے لئے ثواب اور امن کی جگہ
قرار دیا ہے ۔

۲۔ المُنجد جو عربی کی مشہور لغت عیسائی عالم نے لکھی ہے اُس کے
الفاظ یہ ہیں :۔

اَلْبَیْتُ اِسْمٌ من اسماء الکعبہ
یعنے البیت کعبہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

۳۔ متکلمین عرب نے البیت ہمیشہ کعبہ ہی کو کہا ہے ۔ چنانچہ فرزدق
مشہور شاعر عرب نے جو تاریخی قصیدہ امام زین العابدینؑ کی

شان میں کہا ہے اُس کا مطلع یہ ہے

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ

اَلْبَیْتُ یَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یعنے یہ وہ ہیں کہ جن کے نشانِ قدم کو مکہ کے سنگریزے پہچانتے ہیں۔ ان کو البیت (کعبہ) پہچانتا ہے اور حل و حرم پہچانتے ہیں۔

۴ اگر اہل البیت سے مُراد یہاں اہلِ بیتِ نبیؐ ہوں تو ظاہر بظاہر اس خطاب میں نبیؐ شامل نہ ہوں گے حالانکہ یہ مسلّم ہے کہ خود آنحضرتؐ بھی اس خطاب میں شامل ہیں۔ مصری صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ آیت چار تن کے لئے بتائی جاتی ہے بالکل غلط ہے۔ چار تن (علی، فاطمہ، حسن، حسین) ہی کے لئے نہیں بلکہ پانچوں تن کے لئے ہے جو زیرِ چادر تھے اور حاضرینِ چادر کے ساتھ اُن غائبین کے لئے ہے جو زمانہ کے امام ہونے۔ خداوند عالم نے پنجتن پاک کے ساتھ جو اس وقت موجود تھے ان بعد میں آنے والوں کو بھی آیۂ تطہیر میں اُسی طرح پکارا ہے جس طرح بہت سی آیات میں قدرت نے حاضرین کے ساتھ غائبین کو بھی مخاطب قرار دیا۔ مثلاً: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ یا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ یا اَتِمُّوا الْحَجَّ یا وَاللّٰہُ غَنِیٌّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ یا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ان تمام آیات میں حاضر اور خطاب ہی کے صیغے ہیں لیکن بہ ظاہر ہے کہ ان میں خطاب صرف ان ہی مومنین سے تو نہیں ہے جو اس وقت موجود تھے۔ بلکہ حاضرین کے ساتھ وہ مومنین بھی مخاطب ہیں جو اُس وقت نہ

تھے بلکہ بعد میں قیامت تک پیدا ہوں گے۔ اس آیت سے چہاردہ معصومین کی عصمت و طہارت ثابت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔

اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں خود، علی، حسن، حسین اور حسین کے نو فرزند پاک اور معصوم ہیں۔

(ینابیع المودۃ باب ۷۶ مودت ۱۰ و مودۃ القربیٰ مولفہ سید علی ہمدانی سنی المذہب)

غرضیکہ لفظ اہل البیت وہ جامع لفظ ہے جس میں آنحضرت خود بہ نفسِ نفیس شامل و داخل ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے اپنے متعدد ارشادات میں اپنی ذات کو بھی اس لفظ (اہل البیت) میں شامل کر کے پیش کیا ہے چنانچہ آنحضرت کا مشہور ارشاد ہے جس کو عصری صاحب نے خود بھی بیان کیا ہے۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْت : یعنی سلمان ہم اہل بیت سے ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت نے خود کو بھی منجملہ اہل البیت فرمایا ہے۔

"اسی طرح امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دانائی کو ہم اہل بیت میں قرار دیا" (ینابیع المودۃ باب ۵۹)

آنحضرت نے ارشاد فرمایا :۔

اَلْمَهْدِیُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْت

یعنی مہدی ہم اہل بیت میں سے ہے۔

نیز ارشاد فرمایا :۔

نَحْنُ اَهْلُ الْبَيْتِ لَا يُقَاسُ بِنَا اَحَدٌ

یعنی ہم اہل البیت ہیں ہماری کوئی برابری نہیں کر سکتا

(باب ۵۶ ینابیع المودۃ مودۃ القربیٰ)

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ :۔

"جو شخص ہم اہل بیت کو دوست رکھتا ہے وہ اپنی ولادت کے پاکیزہ ہونے پر اللہ کی بہترین نعمت پر شکر ادا کرے کیونکہ ہم کو صرف وہی شخص دوست رکھے گا جس کی ولادت پاکیزہ ہو گی

(ینابیع المودۃ باب ۵۶ حدیث ۳۳)

صاحب روضۃ الاحباب نے تحفۃ الاحباء میں فرمایا ہے :

"بتحقیق پیوستہ کہ ایں آیہ (آیۂ تطہیر) در شانِ این پنج تن ست لہذا ایشاں را آلِ عبا گویند"

یعنی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ آیہ تطہیر ان ہی پانچ حضرات کی شان میں ہے۔ اسی وجہ سے ان کو آلِ عبا کہتے ہیں۔ ابن حجر مکی نے بھی صواعق محرقہ میں کہا ہے کہ مفسرین میں زیادہ تعداد ان کی ہے جنکے نزدیک آیہ تطہیر پنجتن کے بارہ میں ہے۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا،

نُزِّلَتْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا فِىْ وَفِىْ عَلِىٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْفَاطِمَةِ

یعنے آیۂ انما یرید اللہ نازل ہوا ہے میرے بارہ میں اور علی و حسن حسین و فاطمہ کے بارہ میں (صاحب تفسیر ثعلبی نے اور ینابیع المودۃ وغیرہ نے) آنحضرتؐ کا ارشاد حضرت ابوسعید خدری صحابی رسول کی زبانی بیان کیا ہے۔ ان تمام چیزوں سے دو باتیں الم نشرح ہو گئیں۔

۱۔ یہ کہ جب آنحضرت خود آیہ تطہیر میں اہل البیت کہکر پکارے گئے اور آنحضرتؐ نے جا بجا اپنی ذات کو اہل البیت فرمایا تو ثابت ہو گیا کہ آیہ تطہیر میں اہل البیت سے مراد اہل بیت نبیؐ نہیں بلکہ اہل کعبہ وارثانِ حرمِ خدا، مُراد ہیں۔ کیونکہ کسی شخص کے اہل بیت میں خود وہ شخص شامل نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی شخص کو یہ وہم پیدا ہو کہ کوئی انسان خدا کے گھر کا اہل کیسے ہو سکتا ہے تو وہ سورۂ بقرہ رکوع ۲۷ کی یہ آیت دیکھ لے جس میں فرمایا گیا ہے۔

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ

یعنے جو لوگ اللہ کے گھر کے اہل ہیں ان کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک گناہ کبیرہ سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

آیت صاف بتا رہی ہے کہ کچھ حضرات ایسے ہیں جن کو اللہ اپنے گھر کا اہل فرما رہا ہے۔

۲۔ جب خطابِ قدرت میں آنحضرتؐ، علیؑ، فاطمہ، حسن و حسین، پانچوں تن ہیں اور لفظ اذہاب رجس و لفظ تطہیر ان پانچوں کیلئے ایک ہے تو اذہاب رجس اور تطہیر کے معنیٰ بھی ان سب

کے لئے ایک ہیں۔ یعنی اگر یہ سمجھا جائے کہ ان میں رجس تھا جو دور کیا جا رہا ہے یا معاذ اللہ یہ ناپاک تھے اب پاک کیا جا رہا ہے تو یہی معنی آنحضرتؐ کے لئے بھی ہوں گے۔ معاذ اللہ من ذالک۔ دنیا میں کون مسلمان ہو گا جو آنحضرتؐ کو مرتبہٴ رسالت کے باوجود اور حسن و حسین کو ان کی کم سنی کے باوجود گنہگار اور ناپاک سمجھے۔ یہ تینوں افراد تو یقیناً پہلے سے بے گناہ اور معصوم تھے ایک نبیؐ رسول ہونے کی بناء پر اور وہ دونوں (حسنؑ و حسینؑ) نہایت کم سن ہونے کی بناء پر لفظوں کی وحدت بتا رہی ہے کہ اذہابِ رجس اور تطہیر کے معنیٰ پانچوں کے لئے ایک ہیں۔ یعنی پاک ہستیوںؑ کو پاک رکھنے اور آئندہ بھی اُن کے بے گناہ اور معصوم رہنے کا اعلان ہو رہا ہے۔

عصمت کوئی وقتی چیز نہیں ہوتی بلکہ ذاتی اور دائمی ہوتی ہے

کفر چھوڑ کر ایمان لے آنے سے یا گناہوں کو چھوڑ کر پرہیزگار ہو جانے سے کسی کو معصوم نہیں کہا جا سکتا اگرچہ اس کی آئندہ زندگی پوری کی پوری بے گناہی میں گذرے کیونکہ عصمت کا تعلق کسی وقت سے نہیں بلکہ ذات سے ہے جب تک کسی ذات کو وہ عرفانِ کامل اور ملکہ قدسیہ حاصل نہ ہو جو مہد سے لحد تک اس کو بے گناہ رکھ سکے اس وقت تک اُس کو

لہ جس طرح اللہ پاک رسول پاک قرآن پاک سے مراد ہوتی ہے ہمیشہ سے پاک

معصوم نہیں کہا جاسکتا۔ اگر عصمت کا تعلق خاص خاص اوقات سے ہو تو دنیا میں کوئی بھی بغیر معصوم نہ رہے گا۔ جس نے ایک منٹ کوئی گناہ نہ کیا وہ ایک منٹ کے لئے معصوم اور جس نے ایک گھنٹہ بغیر گناہ کے گزارہ وہ ایک گھنٹہ کا معصوم اور جس نے ایک دن کوئی گناہ نہ کیا وہ ایک دن کے لئے معصوم تو اس طرح ساری خدائی معصوم ہو جائے گی ۔

اذہابِ رجس اور تطہیر سے مراد ظاہری اور باطنی ہر نجاست سے محفوظ رکھنا ہے

ظاہری نجاسات کو تو سب ہی سمجھتے ہیں اور اُن سے آنحضرتؐ اور آپ کے اہل بیت کا منزّہ ہونا متفق علیہ حدیث سدّ ابواب (دروازوں کا مسجد نبیؐ سے بند کرا دینا) سے بخوبی ثابت ہے۔ یعنی آنحضرتؐ نے بحکم خدائے تعالےٰ علی مرتضٰےؑ کے سوا تمام دروازے اپنی مسجد کی جانب سے بند کرا دیئے اور فرمایا کہ اس مسجد میں میرے اور علی کے سوا کوئی جنب داخل نہیں ہو سکتا اس حدیث کو اجلۂ علماء اہل سنت نے جابجا ثقہ رُواۃ سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ صاحب ینابیع المودۃ نے ایک مستقل باب کا قائم کر کے نو طریقہ سے اسی حدیث کو بیان کیا ہے۔ پہلی حدیث کتاب کنوز الدقائق بحوالہ صحیح مسلم و بخاری بیان کی ہے۔ حضرت احسن جائسی نے بھی اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے ۔

منم سُنّی و لیکن از تعصب الاماں گویم

بہ سند خاطرم انصاف از دنیا و مافیہا

برائے سدِّ ہر باب از پیغمبر حکم شُد نافذ
مگر دروازۂ حیدر بحکم خالقِ دانا

رہی باطنی نجاست تو ہم دکھا چکے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنی ذات کو شامل فرما کر چودہ حضرات کو معصوم فرمایا ہے۔

آیۂ تطہیر کو ازواجِ نبی کی شان میں کیوں سمجھا گیا

جس مضمون کو سامنے رکھ کر ہم تردید کر رہے ہیں اور نقل کفر کفر نباشد کی بناء پر ہم اس کو حرف بحرف نقل بھی کر چکے ہیں اُس پورے مضمون پر نظر ڈالئے دعویٰ تو کیا گیا ہے کہ اس آیت (تطہیر) سے مراد ازواج نبی ہیں۔ لیکن آیاتِ قرآنی کے حقیقی مفسر سرکارِ رسالت کا کوئی ارشاد جو قولاً ہو یا عملاً ہو کیا کہیں دکھایا گیا ہے جس سے اظہار ہوتا ہو کہ یہ آیت میری ازواج کے بارہ میں ہے؟ ہرگز نہیں اور مطلقاً نہیں۔ مخاطب پیش نظر ہوں یا کوئی بھی ہو جس نے بھی یہ دعویٰ کیا محض دعویٰ کیا نہ سرکار کا کوئی قول پیش کیا نہ تائید دعویٰ میں کوئی تاریخی واقعہ پیش کیا اور حد یہ ہے کہ نہ خود ازواجِ نبی کا کسی موقع پر یہ کہنا دکھایا کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جو بات نہ تو نبی نے فرمائی نہ ازواج نے فرمائی نہ اصحاب نے فرمائی۔ وہ بات مدعی سست گواہ چست کے طور پر کہاں سے آئی اور کیوں آئی؟ بات یہ ہے کہ صحیح ہو یا

غلط وجہ ہر چیز کی ہوتی ہے۔ غلطی یا غلط فہمی بھی وجہ کے بغیر نہیں ہوتی جہاں تک ہماری نظر کام کرتی ہے اس غلط فہمی یا مغالطہ دہی کی دو وجہ ہیں۔

ایک یہ کہ یہ آیت موجودہ صورت میں ان آیات کے درمیان میں ہے جو ازواج نبی کے بارہ میں ہیں۔

دوسرے یہ کہ لفظ اہل البیت میں جو البیت ہے، اس لفظ البیت کے الف لام کو تو نظر انداز کر دیا اور یہ بات بھلا دی کہ قرآن کریم البیت کہتا ہے تو کون سا گھر مراد ہوتا ہے۔ اس لفظ کو صرف بیت کی نظر سے دیکھنا اور بیت، نبی قرار دے کر صرف اس بات پر زور دینا شروع کر دیا کہ کسی کے اہل بیت میں اس کی زوجہ یا ازواج ضرور داخل ہیں۔

ہم ان دونوں صورتوں کو پورے طور پر نمایاں کئے دیتے ہیں۔

پہلی صورت کہ یہ آیت کس مقام پہ ہے ہرگز دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآنِ کریم کی اور قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب اور آیات کی ترتیب نہ تو نبی کی دی ہوئی ہے نہ کسی معصوم عن الخطاء کی۔

کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس آیت کا یہ ٹھکانہ اس ہی بناء پر بنایا گیا ہو کہ آئندہ اس خلط مبحث سے اس مدعا کے حصول میں آسانی ہو؟ لیکن کوشش کے باوجود بھی بات بے جوڑ ہی رہی کیونکہ آیت یہاں بھی اپنی انفرادیت کو نمایاں کر رہی ہے۔ قبل و بعد

کی آیات جو ازواج نبی کے متعلق ہیں اُن میں تمام صیغے تانیث کے اور آیہ تطہیر میں ضمیریں مذکر کی اس کے علاوہ قبل و بعد کی آیات میں تاکید، تشدید اور تہدید ہے جن میں عذاب تک کی دھمکی دی گئی ہے۔ لیکن آیہ تطہیر میں سوائے خیر و برکت، شرف و فضیلت و رحمت کے اور کوئی بات نہیں۔

تیسرے آنکھ کھول کر ایسا کہنے والوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ ازواج نبیؐ کے گھر کئی تھے۔ اسی واقعیت کی بناء پر آیہ تطہیر سے قریبی آیات میں بھی اُن کے گھر کو بیت نہیں کہا گیا بلکہ دو جگہ بیوت کہا گیا اور یہاں کے کچھ بعد بھی لَا تَدْخُلُوا الْبُيُوْتَ النَّبِيِّ کہہ کر بیوت ہی دکھلائے گئے ہیں (سورہ احزاب) اس طرح ایک ہی سورۂ احزاب میں ازواجِ نبی کے لئے تین جگہ بیوت ہی کا لفظ آیا جو بیت کی جمع ہے۔ سورہ حجرات میں اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ کہہ کر قدرت نے دکھا دیا کہ ازواجِ نبیؐ کے رہنے کے کئی حجرے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس آیہ تطہیر میں نہ اَهْلَ البیوت ہے نہ اَهْلَ الحجرات ہے بلکہ اہل البیت ہے۔ تو پھر یہ جوڑ ملانے کہاں ملا؟

اب رہی دوسری بحث کہ اہل بیت (گھر والے) کے لفظ میں ازواج بھی آجاتی ہیں وہ بھی اہل بیت اور اہل خانہ ہیں۔ ہم پہلے دکھا چکے ہیں کہ لفظ اہل بیت نہیں بلکہ اہل البیت ہے اور البیت کے اہل کو پکارا گیا ہے اور البیت خانۂ خدا کا نام ہے۔ اس لئے،

ازواج کی بحث ہی بیکار ہے۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے اس سے قطع نظر بھی کرلی جائے اور اس لفظ کو اہل البیت کے بجائے صرف اہل بیت ہی کی حیثیت سے دیکھا جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ لفظ اہل بیت ازواج کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور بولا جا سکتا ہے تو خدارا کوئی انصاف سے بتائے کہ کیا دنیا میں کسی متکلم کو اس بات پر کوئی مجبور کر سکتا ہے کہ جو لفظ جس جس کیلئے بولا جا سکتا ہے۔ بولتے وقت وہ ان سب ہی کو مراد لے؟ کیا متکلم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لاکھوں مولویوں میں سے کسی ایک کو مولوی کہہ کر پکارے اور لاکھوں ڈاکٹروں میں سے کسی ایک کو ڈاکٹر کہہ کر پکارے۔ ظاہر ہے کہ پکارنے والا جس کو جس لفظ سے پکار رہا ہے اس وقت اس لفظ سے وہی مراد ہو گا۔ دوسروں کے لئے لاکھ وہ لفظ بولا جا سکے لیکن اُن میں سے کوئی بھی مخاطب نہیں۔ کسی لفظ کا کسی کے لئے بولا جا سکنا اور چیز ہے اور بولا جانا اور چیز ہے۔ دنیا میں لاکھوں مولوی، وکیل، ڈاکٹر، حکیم، مرزا، زیدی، شیخ، خان، رضوی، نقوی وغیرہم موجود ہیں لیکن ہم جس کو مولوی کہہ کر پکاریں اُس کے سوا کوئی مولوی مخاطب نہیں جس کو مرزا کہہ کر پکاریں اس کے سوا کوئی مرزا مراد نہیں۔ جس کو زیدی کہہ کر پکاریں اس کے سوا کسی زیدی سے ہمارا سروکار نہیں۔ لفظ جب تک بولا نہیں جاتا اس وقت تک عام ہوتا ہے لیکن جب

بولا جاتا ہے تو متکلم کے ارادہ کا تابع ہو جاتا ہے۔ اگر بولنے والے نے صرف فرد واحد کے لئے بولا تو وہ لفظ اسی سے مخصوص ہوگیا۔ اور اگر مخصوص افراد کے لئے بولا تو لفظ ان ہی افراد سے مخصوص ہو گیا۔ لہذا یہ دیکھنا اور دکھانا ہی بیکار ہے کہ لفظ اہل بیت کس کس کے لئے بولا جاسکتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بولنے والے نے یہ لفظ بولا کس کس کے لئے اور پکارنے والے نے اس لفظ سے پکارا کس کس کو ہے؟ آنحضرت نے بقولِ ام المومنین عائشہ اپنی اوڑھی ہوئی چادر میں ایک کو لیا۔ دوسرے کو لیا۔ تیسرے کو لیا چوتھے کو لیا۔ چاروں (علی، فاطمہ، حسن، حسین) کو ایک کے بعد ایک کو لے کر یہ آیت قرآنی پڑھ کر سنائی۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اس روایت کو صحیح بخاری جزء چہارم میں حضرت عائشہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی روایت کو۔

ان ہی حضرت عائشہ سے تفسیر کشاف میں آیہ مباہلہ کے تحت بیان کیا گیا۔

ان ہی حضرت عائشہ سے یہی روایت صحیح مسلم جزء چہارم میں بیان کی گئی ہے۔

ان ہی حضرت عائشہ سے یہی روایت صحیح ابی داؤد میں آیہ تطہیر کے تحت بیان کی گئی ہے۔

ان ہی حضرت عائشہ سے جمع بین الصحیحین، حمیدی میں یہی مضمون

صحیح مُسلم و صحیح بخاری کا متفق علیہ بیان کیا گیا ہے ۔ اور شمار میں اس حدیث کا نمبر ۷۴۶ دکھایا گیا ہے (ینابیع المودۃ و سفینۃ نجات)

غرض کہ آنحضرتؐ کا ان چاروں حضرات کا پے در پے چادر میں لینا یہ کوئی معاذاللہ بچوں کا کھیل تو نہیں کھیلا جا رہا تھا یہ کوئی آنکھ مچولی تو نہ تھی ۔ سرکارؐ کو جو کچھ ان حضرات سے کہنا تھا سامنے بٹھا کر چادر میں لئے بغیر بھی فرما سکتے تھے ۔ یہ اہتمام کیوں کیا جا رہا تھا؟ صرف اس لئے کہ خطابِ الٰہی کی تخصیص کو اور مکمل حدبندی کو پورے طور پر ظاہر فرما دیں اور جب بھی کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیہ تطہیر کے مخاطَب کون کون ہیں ۔ تو وہ یہ معلوم کرے کہ چادر میں کون کون ہیں ۔

اس کے بعد بھی یہ دیکھنا اور دکھانا کہ یہ لفظ (اہل بیت) کس کس کے لئے بولا جا سکتا ہے اور اس لفظ کے معنے میں کون کون آسکتا ہے بے کار ہے ۔ قدرت نے حاضرین اور حاضرات میں سے جس جس کو پکارا ان ہی کو نبی نے چادر میں لے کر ظاہر کر دیا ۔ اب اگر کوئی آیت کے خطاب میں کسی اور کو دکھانا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کو چادر میں دکھائے ۔

کیا کوئی بھی اور کہیں بھی کوئی روائت ایسی ہے جو آنحضرتؐ کے ساتھ کساءِ نبوی میں ان چار افراد کے علاوہ کسی اور کا ہونا بتاتی ہے ۔ ایسی کوئی روایت تو کیا ہوتی روایات تو یہ بتاتی ہیں کہ بعض ازواج بھی

نے چاہا کہ وہ بھی اُس چادر میں آجائیں۔ لیکن سرکارؐ نے روک دیا اس سلسلہ میں حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت عائشہ کے نام لئے گئے ہیں چنانچہ صاحب سفینۂ نجات نے بیان کیا ہے۔ کہ امام احمد بن حنبل نے مُسند میں حضرت ام سلمہ سے متعدد طریقوں سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ بی بی امّ سلمہ بیان کرتی ہیں کہ سرکارؐ میرے گھر میں تھے فاطمۃ الزہرا آنحضرت کے لئے حریرہ پکا کر لائیں۔ سرکارؐ نے اُن سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور فرزندوں کو بھی بلاؤ۔ فاطمۃ الزہرا نے علی و حسن حسین کو بلایا۔ سرکار کے نیچے خیبری چادر تھی جس کو کساء کہتے ہیں۔ میں حجرہ کے در پر نماز پڑھ رہی تھی کہ اللہ نے آیہ تطہیر نازل کی آنحضرتؐ نے وہی چادر اپنے ساتھ سب کو اُڑھا دی اور اپنا دستِ مبارک چادر سے نکال کر دُعا کے لئے اٹھایا اور کہا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاۤءِ اَھْلُ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا میں نے بھی چاہا کہ اپنا سر اندر کر سکوں اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں بھی آپ حضرات کے ساتھ ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ تم نیکی پر ہو۔

اس سلسلہ کی دوسری روایت میں اس تمام واقعۂ مذکورہ کے بعد حضرت ام سلمہ کا بیان یہ ہے کہ جب میں نے چادر اٹھا کر چادر میں جانا چاہا تو آنحضرتؐ نے چادر میرے ہاتھ سے کھینچ لی اور فرمایا کہ تم نیکی پر ہو (لیکن اس آیت کی مخاطب نہیں ہو)

(ینابیع المودہ باب ۳۳ ص۱۲۶)

پھر اسی ہی سلسلہ بیان میں حضرت ام المومنین عائشہ کا بیان ہے وہ فرماتی ہیں کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو اپنے جامہ میں جمع کیا اور اس کے بعد کہا: اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ فَاذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔ اس پر میں نے کہا کہ یارسول اللہ میں بھی تو آپ کے اہل سے ہوں تو آنحضرتؐ نے فرمایا تَنَحِّیْ اِنَّکِ عَلٰی خَیْرٍ - یعنی تم اس چادر سے الگ رہو البتہ شرف زوجیت تمہارے لئے بھی ہے۔

کیا حدیث کساء موضوع اور اس کے راوی کذاب ہیں ؟

قادیانی صاحب جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں اپنے پیر و مرشد، اپنے مسیح و مہدی سے بھی منحرف ہو کر حدیث کساء کو موضوع اور اس کے راویوں کو جھوٹا اور شیعہ بتا رہے ہیں۔

ہم جواباً کہتے ہیں کہ اگر حدیث کساء موضوع اور اس کے راوی کذاب ہیں تو مسلمانوں کے دامن میں نہ کوئی حدیث صحیح ہے نہ کوئی راوی سچا ہے نہ کوئی کتاب حدیث درست ہے نہ کوئی صحابی سنی ہے نہ کوئی زوجۂ نبی ہے جو شیعہ نہ ہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس حدیث کو جن کتب صحاح نے بکثرات و مرات بیان کیا ہے ان سے بہتر کیا برابر بھی کوئی کتاب نہیں جو مسلمانوں کے پاس ہو۔ پھر اس حدیث کو جن راویوں نے بیان کیا ہے ان سے بہشتہ بلکہ اُن

کے برابر بھی مسلمانوں میں کوئی راوی نہیں۔ جس کثرت اور تواتر سے یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس سے زیادہ تواتر اور کثرت بیان کسی اور حدیث کے لئے نہیں۔ اس حدیث کے راوی مشہور و معروف اصحاب نبیؐ اور ازواج نبیؐ ہیں۔ اگر ان ہی کو کذاب اور شیعہ کہہ دیا جائے تو سچا اور سنی کون رہے گا۔ یہی وجہ تھی کہ مضمون نگار نے یہ کچھ نہ بتایا کہ اُن کے دعوے کے مطابق یہ موضوع حدیث کس کس غیر صحیح کتاب میں بیان ہوئی۔ وہ جھوٹے راوی کس کس نام کے ہیں۔

جو بات قادیانی صاحب مصلحتہً چھوڑ گئے ہم اس کو پورا کئے دیتے ہیں۔ دل تو چاہتا تھا کہ ہم ان کثیر روایات کو لفظ بلفظ بیان کرتے۔ راویوں کا اور کتابوں کا الگ الگ نام لے کر ان کے بیانات کو حرف بحرف دکھاتے لیکن طوالت کے خیال سے ہم ان کتابوں کی فہرست دئے دیتے ہیں۔ جنہوں نے اس حدیث کساء کو پیش کیا۔ اسی طرح ان راویوں کی فہرست دیئے دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کو بیان کیا اگرچہ پیش کی جانے والی یہ فہرست بھی گلے از گلزار یے و مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت میں ہے۔

ان کتابوں کے نام جن میں یہ حدیث موجود ہے۔

۱۔ صحیح مسلم   ۳۔ صحیح ابوداؤد

۲۔ صحیح بخاری   ۴۔ صحیح ترمذی

۵۔ موطا امام مالک ۶۔ مسند امام احمد بن حنبل
۷۔ جمع بین الصحیحین حمیدی ۸۔ جمع بین الصحاح الستہ
۹۔ مستدرک حاکم ۱۰۔ معجم طبرانی
۱۱۔ صواعق محرقہ ۱۲۔ تفسیر ثعلبی
۱۳۔ تفسیر کشاف تحت آیۂ مباہلہ
۱۴۔ کتاب مصابیح ۱۵۔ وسیلہ المتعبدین
۱۶۔ ذخائر العقبیٰ محب الدین طبری
۱۷۔ تحفۃ الاحباء لمصاحب روضۃ الاحباب جمال الدین محدث
۱۸۔ شرح الکبریت الاحمر ۱۹۔ کتاب الشفاء قاضی عیاض
۲۰۔ بیہقی للامام الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین
۲۱۔ مودۃ القربیٰ لامام السید علی ہمدانی ۲۲۔ ینابیع المودۃ للمفتی الاعظم سلیمان قندوزی
۲۳۔ مناقب (امام احمد بن حنبل) ۲۴۔ نسائی
۲۵۔ استیعاب (حاشیہ اصابہ) ۲۶۔ اسد الغابہ
۲۷۔ تفسیر طبری ۲۸۔ تفسیر در منثور
۲۹۔ الفصول المہمہ ۳۰۔ فتاویٰ ابن تیمیہ
۳۱۔ نیل المراد ۳۲۔ ابن کثیر

ہم یہ مختصر سی فہرست کتب پیش کر کے مخاطب اور ان کے ہم نواؤں سے سوال کرتے ہیں کہ مذکورہ کتب سے بہتر

اُن کی نظر میں کوئی کتاب ہو تو اُس کا نام لیں اور کہیں کہ ان کتابوں پر ہم کو اعتبار نہیں۔ اگر حدیث ان کتابوں کے علاوہ فلاں کتاب میں ہوتی تو ماننے کے لائق ہوتی۔

راویانِ حدیث کساء کی مختصر فہرست

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ

۲۔ ام المومنین حضرت امّ سلمہ

۳۔ انس بن مالک صحابی و خادم نبیؐ

۴۔ ابو سعید خدری صحابیِ نبیؐ

۵۔ سعد بن ابی وقاص صحابیِ نبیؐ

۶۔ واثلہ بن اسقع صحابیِ نبیؐ

۷۔ ابو الحمراء صحابیِ نبیؐ

۸۔ زینب بنت ابی سلمہ صحابیہ و پروردۂ رسولؐ۔ یہ حضرت ام سلمہ زوجۂ نبیؐ کی دختر تھیں۔

۹۔ عمر بن ابی سلمہ صحابی و پروردۂ رسولؐ۔ یہ حضرت ام سلمہ زوجۂ نبیؐ کے فرزند تھے۔

۱۰۔ زید بن ارقم صحابیِ رسول وغیرہم

مخاطب اور ان کے ہم نوا بتائیں کہ ان کی نظر میں اگر مذکورہ

اور مذکورات سچے نہیں ہیں اور شبہ ہیں تو وہ ان کے نام بتائیں جو سچے ہوں اور سچی ہوں۔

ہم واضح طور پر بتائے دیتے ہیں کہ اس حدیثِ کساء کی کثیر تر روایات حضرت ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ ہی سے ماخوذ ہیں زیادہ تر ان دونوں بیبیوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ مخاطب جن ازواجِ نبی سے اپنی عقیدت کی نمائش کر رہے ہیں اور بظاہر جن کی خاطر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی عداوت پر تلے بیٹھے ہیں۔ اُن ہی ازواج نبی پر دروغ گوئی کی تہمت لگا رہے ہیں اور ان کو حدیث کساء بیان کرتے رہنے کے جرم میں شیعہ بتا رہے ہیں۔ جو بیبیاں عصری صاحب کی منطق سے خاکم بدہن دروغ گو قرار پا رہی ہیں اُن ہی کو آیہ تطہیر کا موصوف بتایا جا رہا ہے۔ اَبْنَاءَنَا، نِسَاءَنَا، اَنْفُسَنَا

آیہ تطہیر کے لفظِ اہل البیت کی تفسیر آیہ مباہلہ سے ہو رہی ہے

قدرت نے جن افراد اہل البیت کی مکمل تطہیر کا اعلان فرمایا ان ہی پاک و پاکیزہ ہستیوں کو مباہلہ نصاریٰ میں ساتھ لیجانے کا نبیؐ کو حکم دیا اور ان ہستیوں کو ایسے واضح الفاظ میں یاد کیا جن سے ان کا اہل البیت ہونا ثابت ہو۔ اُبْنَاءَنَا، نِسَاءَنَا، اَنْفُسَنَا یہ الفاظ اہل البیت کے سوا اور کس کے لئے کہے جا سکتے ہیں؟

ان ہی حضرات کے ساتھ آنحضرتؐ نصاریٰ پر غالب ہوئے

چنانچہ حضرت اُمِ سلمہ کے غلام ابو رباح بیان کرتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ کو علم ہوتا کہ روئے زمین پر علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے کوئی زیادہ عزت والے بندے ہیں تو اللہ تعالےٰ مجھے ضرور حکم دیتا کہ میں ان کو لے جا کر مباہلہ کروں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے ان ہی حضرات کے ساتھ جاکر مباہلہ کا حکم دیا۔ یہ لوگ تمام مخلوق سے افضل ہیں اور ان ہی حضرات کے ساتھ میں نصاریٰ پر غالب ہوا۔

(دیکھئے ینابیع المودہ باب ۵۶ مودت ۲ ومودۃ القربیٰ سید علی بن شہاب ہمدانی)

آنحضرتؐ نے موصوفین آیہ تطہیر کو ہر طریقہ سے بار بار پہچنوایا

۱۔ آنحضرتؐ نے بار بار ان چاروں افراد (علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ وحسینؑ) کو اپنی چادر میں لے کر اور آیہ تطہیر کی تلاوت فرما کر اور بارگاہِ قدس میں یہ عرض کر کے اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ظاہر کیا کہ مخاطبین آیہ تطہیر یہی ہیں۔ آنحضرتؐ کا ان حضرات کو چادر میں لینے کا واقعہ کئی مرتبہ کا ہے۔ چنانچہ صاحب ینابیع المودہ نے باب ۳۳ میں علامہ محب الدین طبری (جن کی کتاب ذخائر العقبیٰ اور کتاب ریاض النضرہ مشہور کتابیں ہیں) کا یہ قول بیان کیا ہے۔

فرماتے ہیں:۔

محب الدین طبری نے کہا ہے کہ آنحضرت کا ان حضرات (علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ) کو چادر میں لینے کا جو مشہور واقعہ ہے۔ یہ واقعہ کئی بار صادر ہوا ہے۔ ایک مرتبہ جناب ام سلمہ کے گھر میں دوسری مرتبہ جناب فاطمۃ الزہرا کے گھر میں۔

۲۔ مباہلہ نصاریٰ کے موقع پر آیۂ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا کا نزول ہوا تو آنحضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ وحسینؑ کو بلا کر کہا اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ

چنانچہ صاحب "سفینہ نجات" نے بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم جزء چہارم باب فضائل امیر المومنین میں حضرت سعد بن وقاص صحابیِ مشہور کا بیان ہے کہ آنحضرت پر جب آیہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا الخ نازل ہوا تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین) کو بلایا اور کہا اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ بعینہٖ یہی حدیث رسول حضرت سعد بن وقاص کی زبانی صاحب ینابیع المودّہ نے بھی باب ۵۶ مودّت ۳ میں بیان کی ہے۔ نیز مودۃ القربےٰ میں بھی سید علی ہمدانی نے بیان کی ہے۔

۳۔ آنحضرتؐ نے ان حضرات کو بار بار اپنی چادر میں لے کر آیہ تطہیر پڑھ کر اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ کہہ کر تو ظاہر کیا تھا کہ مخاطب آیۂ تطہیر یہی حضرات ہیں۔ لیکن سرکار رسالت

نے اسی پر اکتفاء نہ فرمائی بلکہ آیۂ تطہیر کے نزول کے بعد مہینوں یہ اہتمام فرمایا کہ آپ نماز صبح کے لئے اپنے مصلّٰے پر جانے سے پہلے درِ فاطمہ زہرا پر تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اہل البیت تم پر اللہ کی رحمت و برکت ہو نماز ادا کرو پھر اس آیت سے تخاطب فرماتے تھے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

چنانچہ کتاب موطا ئے امام مالک بن انس میں خود امام مالک نے اپنے باپ انس بن مالک (صحابی و خادمِ رسول) کی زبانی بیان کیا ہے کہ جب آیۂ تطہیر نازل ہوا تو آنحضرتؐ تقریباً چھ ماہ تک صبح کی نماز کیلئے جاتے ہوئے درِ خانۂ فاطمہؑ پر آکر کہتے تھے:۔

الصَّلٰوۃُ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝

یہ روایت صحیح ابی داؤد میں بھی انس بن مالک سے بیان کیگئی ہے۔

صاحب ینابیع المودّہ نے بھی کتاب ذخائر العقبیٰ (محب الدین طبری) سے نمبر ۲۴ پر اسی حقیقت کو بیان کیا ہے جس کے الفاظ اردو ترجمہ میں یہ ہیں:۔

" انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ چھ ماہ تک جناب فاطمہ کے دروازہ پر نماز صبح کی خاطر گزر فرماتے رہے اور فرماتے تھے اے اہل بیت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

نماز ادا کرو۔"

پھر اسی کتاب میں نمبر ۳۴۳ پر مندرج ہے۔

" ابوالحمرا (صحابی رسولؐ) نے بھی اسی طرح حدیث کو بیان کیا ہے مگر انہوں نے چھ (۶) ماہ کے بجائے نو (۹) ماہ بیان کئے ہیں۔"

پھر اسی کتاب (ینابیع المودۃ) میں باب ۳۳ کی ساتویں حدیث کا مضمون یہ ہے۔

" امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ جناب فاطمہ کے دروازہ سے صبح کی نماز کے لئے گذرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے۔ اے اہل بیت! اللہ تم پر رحمت نازل کرے نماز کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپ تین مرتبہ ایسا فرمایا کرتے تھے اور چھ ماہ حضرت کا یہی معمول رہا۔"

مخاطب اور ان کے ہم نوا بتائیں کہ ان راویوں میں سے کونسا راوی ہے جس کو وہ جھوٹا اور شیعہ کہہ سکتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ یہ بتائیں کہ اس حقیقت کے اظہار کے لئے آنحضرتؐ نے کونسی کسر اٹھا رکھی؟ کیا اظہار حقیقت اور تعین اہل بیت کیلئے اس سے بھی زیادہ کوئی صورت ہو سکتی تھی؟

اسکے بعد یہی کہا جاسکتا ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

آیۂ تطہیر کا لفظ اہل البیت اور آیۂ مباہلہ کا لفظ نِسَائَنَا

اگر لفظ اہل البیت کی لغوی حیثیت کو دیکھ کر اس لفظ میں ازواج نبیؐ کو شامل سمجھا جاتا ہے تو آیہ مباہلہ کے لفظ نِسَائَنَا میں میں کیوں ان کو داخل نہیں کیا جاتا حالانکہ قرآن کریم میں یانِسَاءَ النَّبِیّ کہہ کر ازواجِ نبیؐ کو ہی پکارا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آیۂ مباہلہ کے لفظ نِسَائَنَا میں ازواجِ نبی کو کسی نے نہ بتایا اور کسی نے بھی نہ کہا کہ اس حکمِ خدا کی تعمیل میں سرکارؐ اپنی ازواج کو بھی مباہلہ میں لے گئے تھے۔

کیا کوئی مسلمان یہ خیال بھی دل میں لا سکتا ہے کہ اللہ نے نِسَائَنَا کہہ کر مباہلہ میں ازواج کو لے جانے کا حکم دیا تھا۔ اور سرکار نے ازواج کو چھوڑ کر صرف بیٹی کو ساتھ لیا۔ معاذاللہ من ذالک حقیقت یہ ہے کہ کلامِ الٰہی کا مفہوم نبی سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا نِسَائَنَا سے مرادِ الٰہی آپ کی بیٹی ہی تھی ازواج نہ تھیں۔ اسی طرح آیۂ تطہیر میں اہل البیت سے مرادِ الٰہی علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ ہی تھے جن کو سرکار نے چادر میں لیا اور ازواج میں سے جس نے آنا چاہا اس کو روک دیا۔

قادیانی مضمون نگار نے علیؑ و فاطمہ، حسنؑ و حسینؑ کے اہل بیت نبی ہونے سے انکار کر کے صد ہا نبوی ارشادات کی تکذیب کی
بطور نمونہ ہم چند احادیث نبویہ کو دکھاتے ہیں جن میں سرکارؐ نے ان حضرات کو اہل بیت فرمایا ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بنِ مالِكٍ قالَ بَعَثَ النَّبِیُّ بِبَرَاءَتِہٖ مَعَ اَبِی بَکرٍ
ثُمَّ دَعَاہُ فَقَالَ لَا یَنبَغِی اَنْ یُّبَلِّغَ ھٰذَا اِلَّا رَجُلًا مِّنْ اَھلِی
فَدَعَا عَلِیًّا وَّ اَعطَاہُ اِیَّاہُ۔

اس حدیث کو صحیح ترمذی کے حوالہ سے ینابیع المودہ باب ۱۸
اور اسوۃ الرسول صفحہ ۳۰۸ پر بیان کیا گیا ہے۔

یعنے انس بن مالک نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات دے کر بھیجا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کو مناسب نہیں ہے کہ اس شخص کے علاوہ جو میرے اہل بیت سے ہو کوئی اور پہنچائے۔ پس آپ نے علی کو بلایا اور صرف ان کو وہ سورہ دیا۔

۲۔ پھر اسی حدیث کو امام نسائی کے حوالہ سے بیان کیا
عَنْ اَنَسِ بنِ مالِكٍ قالَ بَعَثَ النَّبِیُّ بِبَرَاءَتِہٖ مَعَ اَبِی بَکرٍ
ثُمَّ دَعَاہُ فَقَالَ لَا یَنبَغِی اَنْ یُّبَلِّغَ ھٰذَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنْ اَھلِی
فَدَعَا عَلِیًّا وَّ اَعطَاہُ اِیَّاہُ۔

انس بن مالک کا بیان ہے کہ آنحضرت نے حضرت ابوبکر

کو سورۂ برأت دے کر بھیجا پھر ان کو واپس بلالیا۔ اور فرمایا کہ اس کو میرے اہل کے سوا کوئی اور نہیں پہونچا سکتا پس آپ نے علیؑ کو بلا کر خاص ان کو وہ سورہ دیا۔

نوٹ:۔ ہر حدیث کو دیکھتے وقت ناظرین اس پر نظر رکھیں کہ عصری صاحب کا قول ہے کہ اہل بیت کے معنے ہیں ازواج کے اور اہل کے معنے ہیں WIFE

۳۔ پھر اسی حدیث کو انہی امام نسائیؒ کے حوالے سے مندرجہ ذیل عبارت میں بیان گیا گیا ہے۔

اِنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَ بِبَرَائَۃٍ اِلیٰ اَھْلِ مَکَّۃَ مَعَ اَبِی بَکْرٍ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ بِعَلِیٍّ فَقَالَ لَہٗ خُذِ الْکِتَابَ فَامْضِ بِہٖ اِلیٰ اَھْلِ مَکَّۃَ قَالَ فَلَحِقْتُہٗ وَاَخَذَ الْکِتَابَ مِنْہُ فَانْصَرَفَ اَبُوْبَکْرٍ وَھُوَ کَئِیْبٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْزَلَ فِیَّ شَیْءٌ قَالَ لَا اِلَّا اَنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اُبَلِّغَہٗ اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ

یعنے رسول اللہ نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برأت دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا کچھ عرصہ بعد ان کے پیچھے علیؑ کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ ابوبکر سے وہ نوشتہ لے کر تم اہل مکہ کی طرف جاؤ علی نے بیان کیا کہ میں ابوبکر سے چل کر مل گیا اور ان سے وہ نوشتہ لے لیا۔ پس حضرت ابوبکر رنجیدہ ہو کر واپس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بارہ میں کوئی چیز

نازل ہوئی ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اور تو کچھ نہیں نازل ہوا مگر مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کو یا تو میں خود پہنچاؤں یا وہ شخص پہنچائے جو میرے اہل بیت سے ہو۔

۴۔ پھر عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے اسی واقعہ کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ جس کے آخری جملے لکھے جاتے ہیں۔

ثُمَّ اَرْدَفَ بِعَلِیٍّ فَخَرَجَ ابوبکر الی النبیؐ فقالَ ھل نَزَلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ؟ قَالَ لَا وَلٰکِن اَرَدْتُّ اَنْ یُّبَلِّغَ عَنِّیْ مَنْ ھُوَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ۔

یعنے پھر آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے علی کو روانہ کیا حضرت ابوبکر نبیؐ کی طرف آئے اور پوچھا کہ کیا میرے بارہ میں کوئی قرآنی آیت آئی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں لیکن میں نے چاہا کہ میری طرف سے وہ پہنچائے جو میرے اہل بیت سے ہو۔

۵۔ پھر اسوۃ الوسول جلد سوئم صہ ۲۱۳ پر تاریخ ابن کثیر شامی اور صحیح ترمذی کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔

قال الامام احمد حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سماکٍ عن انس بن مالکٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلم بَعَثَ بِبَرَاءَۃٍ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَیْفَۃِ قَالَ لَا یُبَلِّغُھَا اِلَّا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَبَعَثَ بِھَا مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وقد رواہ الترمذی

یعنی انس بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے سورۃ برأت دے کر ابوبکر کو بھیجا۔ جب ابوبکر مقام ذوالحلیفہ پہونچے تو آنحضرت نے فرمایا کہ سورۃ برأت کو میرے یا اس مرد کے سوا جو میرے اہل بیت سے ہے کوئی نہیں پہونچا سکتا۔ پس آپؐ نے سورۃ برأت کو دے علی بن ابی طالبؑ کو بھیجا۔ اس واقعہ کو ترمذی نے بھی بیان کیا ہے۔

۵۔ حمید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں علی علیہ السلام کے صادر کردہ ایک فیصلہ کا ذکر ہوا رسول اللہؐ نے اس فیصلہ کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو ودیعت کیا۔

(ینابیع المودۃ باب ۱۴ حدیث ۵۲)

۶۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا

اَثْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِاَھْلِ بَیْتِیْ

(ینابیع المودۃ باب ۵۶ از کنوز الدقائق)

یعنی صراطِ حشر پر زیادہ سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت سے زیادہ سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

۸۔ آنحضرتؐ نے فرمایا :

اَحَبُّ اَهْلِ الْبَيْتِ اِلَیَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ۔ للطبرانی

(ینابیع المودۃ باب ۵۶ حدیث ۷)

یعنی مجھے اہل بیت میں سب سے زیادہ پیارے ہیں حسنؑ و حسینؑ

۹۔ آنحضرتؐ نے فرمایا :

مَنْ آذَانِي فِي اهل بيتي فقد آذى الله (ینابیع المودہ حدیث ۱۵)

یعنی جس نے میرے اہل بیت کے بارہ میں مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی ۔

۱۰۔ آنحضرتؐ نے فرمایا :

المهدیؑ طاؤس اهل الجنّة المهدی مِنّا اهل البیت يُصْلِحُ لَهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ (رواہ الاحمد ینابیع المودہ)

یعنی مہدی اہل جنت کے لئے زینت ہیں مہدی ہم اہل بیت سے ہے۔ اللہ ایک رات میں اس کے لئے سامان درست کر دے گا۔ اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

۱۱۔ المهدی من وُلْدِ فَاطِمَة (ینابیع المودۃ)

سرکارؐ نے فرمایا کہ مہدی فرزندانِ فاطمہ سے ہے ۔

۱۲۔ نحن اَهْلُ الْبَيْتِ لَا يُقَاسُ بِنَا اَحَدٌ ۔ (ینابیع المودۃ)

آنحضرتؐ نے فرمایا ہم اہل البیت کی برابری کوئی نہیں ہو سکتا۔

۱۳۔ خطیب بغدادی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ
شفاعت کرنے والی بروز قیامت پانچ چیزیں ہیں۔
قرآن - صلہ رحمی - امانت - تمہارا نبی - نبی کے اہل بیت
ینابیع المودۃ میں یہ حدیث الجامع الصغیر علامہ جلال الدین سیوطی
کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے۔

۱۴۔ بزاز اور طبرانی قرۃ المزنی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
نے فرمایا تم لوگ ضرور زمین کو ظلم و ستم سے بھردوگے پھر
ضرور ایک مرد میرے اہل بیت سے نکلے گا جو زمین کو عدل و
انصاف سے بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔
(ینابیع المودۃ)

۱۵۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر
زمانہ کا صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو ضرور اللہ تعالےٰ
میرے اہل بیت سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جو زمین کو
عدل و انصاف سے بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے
بھری ہوگی۔ (ینابیع المودۃ)

۱۶۔ ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا جو فاطمہ کے فرزند
سے ہوگا۔ (ینابیع المودۃ)

۱۷۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ نے فرمایا مہدی ہم اہل بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالے اس کے انتظامات کو ایک رات میں درست کر دیگا۔

۱۸۔ رسول اللہ نے فرمایا میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ان میں سے دوسری سے بڑی ہے وہ کتاب خدا ہے وہ مضبوط رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی ہے۔ دوسری چیز میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے۔ دیکھو ان کے بارہ میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔

(ینابیع المودۃ از ذخائر العقبیٰ امام محب الدین طبری)

قولِ مولف ان (اہل بیت) کے بارہ میں نبیؐ کا لحاظ یہ رکھا جا رہا ہے کہ ان کی محبت و اطاعت تو کجا ان کی امامت و ولایت کا اقرار تو در کنار اُن کے اہل بیتِ نبیؐ ہونے سے بھی انکار ہے۔

۱۹۔ زید بن ارقم صحابی رسولؐ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا اور کھڑے ہو کر خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے پاس رب عزّ و جلّ کی طرف سے بلاوا آجائے گا اور میں اس کو قبول کروں گا۔ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ پہلی چیز کتاب

ہے جو ہدایت اور نور پر مشتمل ہے۔ کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو
اور اس پر عمل کرو۔۔۔۔۔۔ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں
تین بار فرمایا کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق نیک سلوک کرنے
کے بارہ میں اللہ تعالےٰ کو یاد دلاتا ہوں۔ آپؐ سے دریافت کیا
گیا کہ زید آپ کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ فرمایا کہ میرے
اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

(ینابیع المودۃ)

۲۰۔ ابو سعید خدری صحابی رسول کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا
عنقریب میرے پاس بلاوا آجائے گا اور میں اس کو قبول کروں گا
میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب
جو ایک مضبوط رسی کی طرح آسمان سے زمین تک کھچی ہوئی
ہے۔ اور میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں مجھے لطیف خبیر
نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض
کوثر پر وارد ہوں گے۔ دیکھو ان کے بارہ میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔
اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بھی مسند میں بیان کیا ہے۔

(ینابیع المودۃ)

۲۱۔ عبد العزیزؒ نے بیان کیا کہ نبی نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں میری امت
میں میرے اہل بیت میں سے عدل و انصاف کرنے والے افراد موجود
ہوں گے۔ (ینابیع المودۃ)

۲۲۔ حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے بھی ختم ہو جائیں گے۔ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں اگر میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے تو زمین والے بھی ختم ہو جائیں گے۔ (ینابیع المودۃ)

۲۳۔ عبداللہ بن منصور نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند کیا ہے۔ میرے بعد عنقریب میرے اہل بیت تکلیف اور مصائب میں گرفتار ہوں گے اور شہروں میں مارے مارے پھریں گے۔ (ینابیع المودۃ)

۲۴۔ حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے اس شخص پر جنت کو حرام قرار دیا ہے جس نے میرے اہل بیتؑ پر ظلم کیا۔ ان سے جنگ کی یا ان پر غارت گری کی یا ان کو گالیاں دیں۔ (ینابیع المودۃ)

۲۵۔ ابوالحمرا (صحابی رسولؐ) نے بیان کیا کہ آیہ تطہیر کے نزول کے بعد ۱ ماہ تک سرکار رسالت کو فریضۂ صبح ادا کرنے سے پہلے میں نے دیکھا کہ آپ فاطمۃ الزہراؑ کے دروازہ پر بعد سلام فرماتے تھے اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

(یہ ذکر ینابیع المودۃ میں بھی ہے اور اسکے علاوہ جابجا مذکور ہے)

۲۶۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیہ قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی نازل ہوا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کے ساتھ محبت رکھنا ہم پر فرض ہے؟ فرمایا علیؑ فاطمہؑ اور ان کے دونوں فرزند۔ اللہ تعالیٰ نے میرا اجر تم پر یہ مقرر کیا ہے کہ تم میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔ کل بروز قیامت میں تم سے ان کے بارہ میں سوال کروں گا۔ (ینابیع المودۃ وغیرہا)

۲۷۔ امام حسنؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا

نَحْنُ حِزْبُ اللّٰہِ الْمُفْلِحُوْنَ وَعِتْرَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَھْلُ بَیْتِہِ الطَّاھِرُوْنَ الطَّیِّبُوْنَ

یعنے ہم اللہ کا وہ گروہ ہیں جو نجات یافتہ ہے۔ ہم رسول اللہ کی عترت اور رسول اللہ کے طیب وطاہر اہل بیت ہیں۔

(ینابیع المودہ از مروج الذہب مسعودی)

۲۸۔ صحیح مسلم اور صحیح ترمذی نے سعید بن وقاص سے روایت کی ہے کہ جب آیہ مباہلہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ الخ نازل ہوا تو رسول اللہ نے علیؑ۔ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو بلایا اور کہا اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (ینابیع المودۃ مترجم ص۳۴)

۲۹۔ یہی روایت بعینہا سعد بن وقاص مشہور صحابی رسول سے بھی مروی ہے۔ (ینابیع المودۃ ص ۳۸۶)

۳۰۔ جامع ترمذی نے حضرت ام سلمہ سے حدیث کساء کو بیان کرکے

کہا ہے کہ اس حدیث کی صحت میں شبہ نہیں ہے۔

(ینابیع المودۃ)

۳۱۔ امام حاکم نے بھی اس ہی حدیث کساء کو مستدرک میں بیان کر کے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے (ینابیع المودۃ)

۳۲۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں اس حدیث کساء کو کئی طرح بقول سے ام سلمہ زوجۂ نبیؐ کی زبانی بیان کیا ہے۔

۳۳۔ علامہ طبرانی نے معجم میں روایت کی ہے کہ آیۂ تطہیر ان ہی پانچ افراد (محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ) کی شان میں نازل ہوا ہے۔

علماء اور ائمہ اہل سنت نے ہمیشہ لفظ اہل بیت ان ہی حضرات کے لئے استعمال کیا ہے

ارشادات تجزیہ بطور نمونہ ہم دکھا چکے۔ اب علماء کرام کے بعض چند کلمات پیش کئے دیتے ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ لفظ اہل بیت آنحضرت کے ان ہی نسبی قرابت داروں کے لئے علما اور ائمہ اہل سنت نے جابجا استعمال کیا ہے۔ چنانچہ امام شافعی جو ائمہ اربعہ اہل سنت میں سے ایک امام ہیں۔ جابجا ان ہی حضرات (علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ) کو اہل بیت نبیؐ کہتے ہیں۔ ان کے اشعار مندرجۂ ذیل مشہور عالم ہیں۔ صاحب ینابیع المودہ نے بھی کتاب معراج الوصول فی معرفت آل الرسول سے امام شافعی کے یہ اشعار بیان کئے ہیں۔

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ

اے رسول اللہ کے اہل بیت آپ حضرات کی محبت اللہ کی جانب سے فرض ہے اس قرآن میں جسکو اس نے نازل کیا۔

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ إِنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ

آپ کے عظیم مراتب میں سے آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس نے تم پہ درود نہ بھیجا اس کی نماز ہی نہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ مشاہیر علماء اہل سنت سے ہیں۔ جو فقہ، تفسیر، تاریخ اور حدیث ان تمام فنون میں امام اور مجتہد مانے جاتے ہیں اور بقول علامہ شبلی یہ بزرگوار اہل سنت کے امام اعظم وغیرہ چار مشہور مجتہدین کے ساتھ درجۂ اجتہاد پر فائز مانے جاتے ہیں۔ امام مذکور نے اپنی تاریخ (طبری) میں جنگ حنین کے سلسلہ میں لکھا ہے۔

إِنَّهُ بَقِيَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ نَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَمِمَّنْ ثَبَتَ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنُهُ الْفَضْلُ الخ

یعنی جنگ حنین میں رسول اللہ کے ساتھ چند نفر مہاجرین

انصار اور آنحضرت کے اہل بیت سے باقی رہ گئے تھے۔ آگے چل کر کہتے ہیں کہ آنحضرت کے اہل بیت میں سے جو لوگ ثابت قدم رہے وہ علیؑ بن ابی طالب ہیں اور عباسؓ بن عبدالمطلب (عم رسولؐ ہیں) اور عباسؓ (عم رسول) کے فرزند فضلؓ بن عباسؓ وغیرہ ہیں۔

(طبری مطبوعہ جرمن ص ۱۹۶۱ از اسوۃ الرسول)

کیا اب بھی کوئی جرأت کرسکتا ہے یہ کہنے کی کہ اہل بیت کے معنی صرف ازواج کے ہیں؟۔

کیا اب بھی کوئی جرأت کرسکتا ہے یہ کہنے کی کہ آیۂ تطہیر پنجتن پاک کے علاوہ ان کے غیر کے حق میں آیا؟۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ

الطَّاہِرِیْنَ ٥

السید محمد جعفر

علمائے پاکستان کی
اپیل

ہم امامیہ مشن پاکستان لاہور کی تبلیغات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اراکین مشن کی مساعی کو قابل ستائش اور لائق تحسین تصور کرتے ہیں جنہوں نے اس مادی دور میں علوم آل محمد صلعم کی نشر و اشاعت کے عظیم کارنامہ کو سرانجام دینے کی ذمہ داری قبول کر رکھی ہے۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل دانش و دردمند حضرات اس ادارے سے ہر قسم کا تعاون کر کے مشن کو فروغ دیں۔

دستخط (مولانا) مرزا یوسف حسین — (مولانا) الحاج سید ظفر حسن امروہوی
(مولانا) سید ابن حسن نجفی — (مولانا) محمد بشیر انصاری
(مولانا) احمد حسن نوری — (مولانا) الحاج سید علی الموسوی
(مولانا) شبیہہ الحسنین محمدی — (مولانا) نذیر علی انصاری

ہر قسم کی مذہبی کتب اور قرآن مجید ملنے کا پتہ

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

انارکلی - لاہور